نگرانِ اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

لاہور

22/5

قصّہ

ایک نام نہاد پیر کا

قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کا پیغام

صوبائی و ڈویژنل نظماء تنظیمی کمیٹی کے نام

جمعیۃ علماء اسلام کی رکن سازی کے سلسلہ میں جملہ ہائے رقوم براہِ راست مرکزی دفتر واقع چوک رنگ محل لاہور میں میرے نام آنی چاہیے اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس دفعہ ممبر شپ کی فیس کی وصولی میں کوئی بقایاجات نہ رہیں۔ نیز رکن سازی کی رفتار کو تیز تر کر دیا جائے تاکہ مقررہ وقت کے اندر رکن سازی کا کام مکمل کیا جائے۔ اللہ تعالٰے آپ حضرات کا ممد و معاون رہے۔

مفتی محمود
جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

ہدیۂ نعت

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

... اثرِ خامہ: منظور الٰہی منظور ...

کروں کیا شان میں ان ؐ کی بھلا میں خامہ فرسائی ○ [illegible] قدم سے اس جہاں کی بزم آرائی

ابھی تک تشنۂ توصیف سب اوصاف ہیں ان ؐ کے ○ [illegible]عدا نے کی کچھ ایسی شانِ زیبائی

انہی کی ذات سرچشمہ ہے سب انوارِ عالم کا ○ [illegible]س سے چاند سورج اور تاروں نے ضیا پائی

انہی کے فیض سے پایا ہے جس نے جو بھی پایا ہے ○ غلاموں نے انہی کے فیض سے پائی ہے دارائی

جو خود بیمار تھے پہلے مسیحا کر دیا ان کو ○ ذرا دیکھے کوئی ان ؐ کا یہ اعجازِ مسیحائی

شرف جن کو ہوا حاصل محمد ؐ کی غلامی کا ○ نہیں جچتی نظر میں ان کی آقائی و دارائی

گدا تو پھر گدا ہیں، خود شہنشاہ ہیں گدا ان ؐ کے ○ یہ ہے وہ بادشاہی جو کسی نے بھی نہیں پائی

خدا کی ذات کو پہچان لے کوئی، یہ ناممکن ○ نہ ہو جب تک نبی ؐ کی ذات سے اسکو شناسائی

ہوئے عشقِ نبی ؐ میں جو فنا کہلائے دیوانے ○ جو دولت انکے ہاتھ آئی وہ فرزانوں نے کب پائی

وہی لمحات میری زندگانی کا ہیں سرمایہ ○ جب ان ؐ کا لب پہ نام آیا جب ان ؐ کی دل میں یاد آئی

خدا کو گر ہوا منظور تجھ پر بھی کرم ہوگا
کہ آخر رنگ لائے گی یہ تیری ناشکیبائی

شملہ معاہدہ - لرزہ خیز واقعات

وفاقی وزیر محنت و افرادی قوت چوہدری ظہور الٰہی نے لاہور میں مقیم باشندگانِ جموں وکشمیر کی جانب سے دیئے گئے ایک استقبالیہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھٹو دورِ حکومت میں جان بوجھ کر کشمیریوں سے غداری کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ جب شملہ معاہدے کے تمام واقعات آپکے سامنے آئیں گے تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

شملہ معاہدے کے سلسلے میں اس سے قبل بھی لے دے ہوتی رہی اور اس کے مختلف پہلو زیر بحث آتے رہے حتیٰ کہ خود بھٹو کے دورِ اقتدار میں بھی اس دور اختلاف کی طرف سے بھٹو کو موردِ الزام ٹھہرایا جاتا رہا اور بھٹو بھی اپوزیشن کے الزامات کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے اور وہ اپنی عادت کے مطابق مہمل اور مبہم قسم کے بیانات دے کر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے رہے۔

اب ایک مرتبہ پھر وفاقی وزیر محنت و افرادی قوت چوہدری ظہور الٰہی نے بڑے طمطراق سے شملہ معاہدے کا ذکر کرتے ہوئے لرزہ خیز اور رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات کی بات ہے اور جب بھی کسی بھی ضمن میں کی بات ہوتی ہے تو شملہ معاہدے کا ضرور تذکرہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ہندوستان کی پارلیمنٹ میں بھی ہندوستانی وزیر خارجہ کی طرف سے یہ بات چلی، شور ہو گیا۔ ہمیں یہ بات نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ تادم تحریر حقائق سے پردہ نہیں اٹھ سکا۔ بھٹو شاہی میں تو ممکن ہی نہیں تھا کہ ایسا ہو شاہی کے خاتمہ کے بعد بھی اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا گیا۔ ہم وفاقی وزیر محنت و افرادی قوت کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ لرزہ خیز قسم کے بیانات دینے کی بجائے ہم کے وہ واقعات سامنے لائیں جن کے عوام منتظر ہیں۔ چوہدری ظہور الٰہی اب ایک اپوزیشن لیڈر نہیں ہیں کہ عوام انکے بیانات سے مطمئن ہو جائیں۔ اب عوام حقائق چاہتے ہیں اسلیئے کہ چوہدری صاحب برسر اقتدار طبقہ سے متعلق ہیں اگر ان کے علم میں کوئی ایسی حقیقت ہے جس سے پردہ نہیں اٹھ سکا تو انہیں چاہیے کہ وہ حکومت کی مشینری کے تعاون سے وہ چیزیں سامنے لائیں کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے اور اگر یہ کام اب بھی نہ کیا گیا تو پھر کبھی نہ ہو گا۔

جہاں ریڈیو۔ ٹی۔ وی پر ظلم کی داستانیں بیان ہوتی رہی ہوں اور قرطاس ابیض قسطوں میں شائع ہو رہے ہوں وہاں شملہ معاہدے کے چہرے سے نقاب کیوں نہیں الٹا جاتا اور عوام کو اس دردِ سر سے کیوں نجات نہیں دی جاتی۔ تاکہ روز روز کے خدشتے سے عوام کی جان چھوٹے اور پھر کسی فریق کو بیان بازی کی جراءت نہ ہو۔

ملک توڑنے کے سلسلے میں بھی ابھی تک حکومت کی طرف سے کچھ نہیں کیا گیا۔ عوام چاہتے بھی ہیں، مطالبہ بھی کرتے ہیں مگر نہ معلوم حکومت کی کونسی ایسی مصلحتیں ہیں جو اسے اس طرف آنے نہیں دیتیں۔ پچھلے دنوں پاکستان کے سابق صدر جنرل یحییٰ خان کے بیانات اور انٹرویو اخبارات و جرائد میں چھپتے رہے ہیں یحییٰ خان نے کھلے بندوں بھٹو کو سقوطِ ڈھاکہ کا ملزم ٹھہرایا ہے اور اپنی صفائی میں ہر وہ بات کہی ہے جو وہ کہہ سکتے تھے مگر ان سب باتوں کو حکومت نے دیوانے کے خواب اور مجذوب کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہیں دی آخر کیوں؟

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۵

جمعۃ المبارک ۲ فروری ۱۹۷۹ء ۴ ربیع الاول

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

رابطہ کیلئے: ہفت روزہ ترجمانِ اسلام، رنگ محل لاہور-۸

بدلِ اشتراک
سالانہ -/۶۵ روپے
ششماہی -/۳۳ روپے
سہ ماہی -/۱۷ روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ پچاس پیسے

یکے از مطبوعات
جمعیت علماء اسلام پاکستان

سلسلہ وار ڈائری

راؤ منور احمد خان

ضلع شیخوپورہ میں جمعیۃ کے راہنماؤں اور کارکنوں نے ہر تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا ہے

رکنیت سازی مہم کے دوران ہزاروں کی تعداد میں نئے لوگ جمعیۃ میں شامل ہو رہے ہیں۔

کارکردگی وجائزہ رپورٹ جمعیّت علمائے اسلام ضلع شیخوپورہ

ضلع شیخوپورہ میں جمعیۃ کا آغاز ۱۹۶۲ء میں ہوا اور اس کے بانیوں میں مولانا عبداللطیف شاہ کوٹ مولانا محمد یعقوب ربّانی، چوہڑکانہ۔ مولانا سید امین الحق مولانا سلطان محمود مرحوم سید امین گیلانی۔ شیخوپورہ ۔ ڈاکٹر عبدالحق تارڑ مریدکے منڈی حاجی نور احمد واربرٹن سے قاری محمد حنیف نارنگ منڈی مولانا محمد احمد میاں علی ڈوگراں مولانا شعیب اور دیگر حضرات شامل ہیں ان حضرات نے انتھک محنت اور کوشش کرکے ضلع میں جماعت کو آرگنائز کیا اور جماعت کا پروگرام عوام تک پہنچایا اس وقت ضلع کے صدر مولانا عبداللطیف شاہکوٹی ہیں اور جنرل سیکرٹری مولانا محمد یعقوب ربّانی نائب صدر حاجی نور احمد مولانا محمد عالم ڈاکٹر عبدالحق تارڑ ہیں جائنٹ سیکرٹری مولانا محمد احمد مولانا محمد حیات قاری محمد حنیف جبکہ سیکرٹری اطلاعات مولانا عبدالرحمٰن جمالی اور خازن مفتی غلام مرتضیٰ ہیں سالار قاری محمد یوسف ضلعی راہنماؤں نے ۱۹۷۳ء کی تحریک بحالی جمہوریت ہویا ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت تمام راہنما ان تحریکوں میں پیش پیش رہے ہیں ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں تمام ضلعی راہنماؤں نے بھرپور کردار ادا کیا خصوصاً مولانا عبداللطیف شاہ کوٹ مولانا محمد یعقوب ربّانی ڈاکٹر عبدالحق تارڑ ضلع کی اہم شخصیات ہیں ہر تحریک میں پیش پیش رہے ہیں کوئی بھی تحریک ہو ضلع میں سب سے پہلے یہ حضرات گرفتار ہوئے ہیں۔

شیخوپورہ سٹی

۱۹۶۲ء میں یہاں جمعیۃ کا قیام عمل میں آیا اس کے بانیوں میں ماسٹر عبدالرحمٰن لدھیانوی مرحوم مولانا امین الحق سید امین گیلانی ہیں اس وقت شہر جمعیۃ کے صدر شیخ محمد ابراہیم جنرل سیکرٹری مولانا عبدالہادی نائب صدر حافظ افتخار مرحوم جائنٹ سیکرٹری شیخ عمر دراز حکیم عبدالحلیم خزانچی چوہدری عبدالرشید سالار ڈاکٹر عبدالحق چغتائی شیخوپورہ شہر میں جمعیۃ کے راہنماؤں اور ورکروں نے ۱۹۷۳ء میں تحریک بحالی جمہوریت ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں یہاں کے جماعتی دوستوں نے ہراول دستہ کے طور پر کام کیا پاکستان کے مشہور شاعر سید امین گیلانی اور سید سلمان گیلانی اسی شہر کے رہنے والے ہیں کوئی بھی تحریک ہو یہ اپنے کلام اور مسحور کن آواز کے ذریعہ نہ صرف شیخوپورہ بلکہ پورے ملک میں تحریک میں حصہ لینے والوں کو جوش ولولہ اور جزبہ بخشتے ہیں۔ تحریک نظام مصطفیٰ میں مولانا عبدالہادی، شیخ محمد یوسف، خان امیر عباس چوہدری محمد عالم چوہدری محمد جمیل اور دیگر جماعتی دوستوں نے خاص کردار ادا کیا۔ اس وقت جمعیۃ کی پوزیشن یہاں پہلے سے کافی بہتر ہے رکنیت سازی کی مہم جاری ہے نئے لوگ جمعیۃ میں شامل ہو رہے ہیں اس مہم کے نگران شہر جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالہادی ہیں اور چوہدری ظہور دین شیخ عمر دراز، خالد خاں مولانا قاری محمد امین، حافظ نواب دین، بھائی ولی محمد حکیم عبدالحلیم رکنیت سازی مہم میں خصوصی دلچسپی سے کام کر رہے ہیں۔

شاہ کوٹ

۱۹۶۲ء میں یہاں جمعیۃ کا آغاز ہوا اور اس کے بانیوں میں مولانا عبداللطیف حکیم ابراہیم مولوی محمد شریف صوفی عبدالحمید صوفی عبدالعزیز نے یہاں جمعیۃ کو باقاعدہ طور پر منظم کیا مولانا عبداللطیف صاحب جو کہ جمعیۃ ضلع کے صدر بھی ہیں شاہ کوٹ کے رہنے والے ہیں ۱۹۷۷ء مارچ اور اکتوبر کے انتخابات میں آپ نے قومی اتحاد کی طرف سے صوبائی اسمبلی کے امیدوار تھے ضلع کی باأثر اہم شخصیت ہیں اور عوام کے مسائل حل کرنے میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس وقت شاہ کوٹ جمعیۃ کے صدر چوہدری محمد اقبال نائب صدر صوفی عبدالعزیز، جنرل سیکرٹری مفتی غلام مرتضےٰ جائنٹ سیکرٹری شیخ افتخار سیکرٹری اطلاعات عبدالمجید خزانچی مفتی غلام مرتضیٰ سالار چوہدری خالد محمود ہیں جبکہ قاری محمد شفیع جمعیۃ کے مقامی راہنماہیں اور عوام کی خدمت میں مصروف ہیں ۱۹۷۳ء کی تحریک بحالی جمہوریت ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوّت ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں یہاں جمعیۃ کے راہنما اور ورکروں نے سب سے زیادہ کام کیا اور شاہ کوٹ کی سیاسی جماعتوں میں صرف جمعیۃ ہی سب سے بڑی سیاسی قوت ہے اور اس کا سہرا مولانا عبداللطیف صاحب کے سر ہے۔ ہر تحریک میں آپ سب سے آگے رہے ہیں ان کے علاوہ حافظ محمد سعید اور جمعیۃ کے دیگر راہنماؤں اور مدرسہ جامعہ اشرفیہ کے طلباء نے تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور کردار ادا کیا اور گرفتاریاں پیش کرکے تحریک کو کامیاب بنایا ۱۹۷۶ء میں گوجرانوالہ مسجد نور کی تحریک میں یہاں جمعیۃ کے ساتھیوں اور مدرسہ جامعہ اشرفیہ کے طلباء نے گرفتاریاں پیش کرکے تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا

رکنیت سازی کی مہم جوش و خروش سے جاری ہے۔

چوہڑکانہ

یہاں جمعیتہ کے صدر مولانا غلام محمد، نائب صدر حاجی فرزند علی، جنرل سیکرٹری مولوی محمد اشرف جائنٹ سیکرٹری مولوی محمد اسلم خزانچی غلام رسول قریشی، سالار حافظ محمد رمضان، جمعیتہ ضلع کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد یعقوب ربّانی یہاں مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے مہتمم بھی ہیں آپ نے بڑی محنت کے ذریعہ ضلع میں جماعت کی شاخیں قائم کیں اور ۱۹۷۳ء کی تحریک بحالی جمہوریت میں آپ نے گرفتاری پیش کی یہاں بھی ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں جمعیتہ کے دوستوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مولانا محمد یعقوب ربّانی، مولوی محمد اسلم حافظ سعید احمد میاں غلام محمد، حاجی فرزند علی حافظ مختار احمد۔ میاں احمد ملک عبدالرحمٰن محمد افضل نے خاص کردار ادا کیا رکنیت سازی کی مہم یہاں بھی جاری ہے نئے لوگ جمعیتہ میں شامل ہوئے ہیں۔

مریدکے منڈی

صدر۔ قاری محمد اکبر جنرل سیکرٹری ڈاکٹر عبدالحق تارڑ نائب صدر چوہدری محمد لطیف چوہدری غلام رسول سرور محمد امین فاروقی جمعیتہ کے مقامی راہنما ہے۔ یہاں بھی ہر تحریک میں جمعیتہ کے راہنماؤں اور ورکروں نے بھرپور کردار ادا کیا ڈاکٹر عبدالحق تارڑ یہاں کی اہم شخصیت ہیں، ۱۹۷۰ء میں جمعیتہ کے ٹکٹ پر آپ نے انتخاب میں حصہ لیا اپنے علاقہ میں جمعیتہ کو متعارف کرایا ہر تحریک میں آپ پیش پیش رہے اور پس دیوار زنداں ہوئے ہیں۔ رکنیت سازی کی مہم جاری ہے۔

ننکانہ صاحب

یہاں جمعیتہ کے صدر چوہدری غلام نبی مرحوم۔ نائب صدر قاضی محمد عاشق جنرل سیکرٹری خان بابر خاں جائنٹ سیکرٹری محمد افضل خازن عقیل احمد حافظ راؤ عبدالسلام خاں حافظ محمد طفیل راؤ عبدالعزیز حاجی محمد شفیع جیٹھہ جمعیتہ کے مقامی راہنما ہیں ہر تحریک میں خصوصاً تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ میں یہاں کے جماعتی دوستوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ رکنیت سازی کی مہم یہاں بھی جاری ہے۔

منڈی واربرٹن

حاجی نور احمد، مولوی حسین علی، مولانا عبدالرحمٰن شاہ جمالی، یہاں کے مقامی راہنما ہیں ہر تحریک میں قابل تعریف کردار ادا کیا رکنیت سازی کی مہم یہاں بھی جاری ہے۔

منڈی ڈھاباں سنگھ

صدر حاجی محمد حسین نائب صدر حکیم خدا بخش۔ جنرل سیکرٹری چوہدری محمد نواز خازن محمد طفیل سالار محمد سلیم قاضی عبدالرزاق جمعیتہ کے مقامی راہنما ہیں ہر تحریک میں حسب استطاعت حصہ لیا۔ رکنیت سازی کی مہم جاری ہے۔

خانقاہ ڈوگراں

۱۹۶۵ء میں جمعیتہ کا قیام عمل میں آیا۔ بانیوں میں مولانا خان محمد مستری نور محمد میاں صابر حسین ڈوگر محمد اسحاق ہیں اس وقت جمعیتہ کے صدر مولانا خان محمد نائب صدر مستری نور محمد جنرل سیکرٹری محمد اسحاق۔ جائنٹ سیکرٹری۔ میاں صابر حسین ڈوگر خازن عبدالرحمٰن سالار نور محمد ہیں۔ ہر تحریک میں حصہ لیا خصوصاً تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں مولانا خان محمد میاں صابر حسین ڈوگر مستری نور محمد، محمد اسحاق کا کردار قابل تعریف ہے، رکنیت سازی کی مہم جاری ہے۔

نارنگ منڈی

قاری محمد حنیف چوہدری محمد ابراہیم مولانا عبدالغفور شیخ عبدالمجید محمد اسلم ملک عبداللطیف مستری محمد دین جمعیتہ کے مقامی راہنما ہیں ہر تحریک میں کام کرتے ہیں۔ رکنیت سازی کی مہم جاری ہے۔

سیدوالا۔ حافظ مشتاق نمبردار، مولانا حبیب الرسول صوفی عنایت اللہ قاضی فیض بخش جمعیتہ کے مقامی راہنما ہیں۔

منڈی فیض آباد۔ مقامی راہنما مولوی محمد حیات مولوی سلطان احمد۔ حاجی پیر موج دریا۔

کوٹ عبدالمالک: مقامی راہنما مولانا محمد صابر مرزا بشیر احمد، محمد ارشد چوہدری عبدالغنی، نور محمد، مقامی جمعیتہ کے راہنما ہیں ہر تحریک میں کام کرتے ہیں۔

اجنبے والا: مقامی راہنما مولوی نور محمد۔

سلیم شاہ نمبردار ہیں

ضلع میں تقریباً ۸۰ مقامات پر رکنیت سازی کی مہم جاری ہے۔

ضلع میں جمعیتہ کے اہم اراکین:۔

پورے ضلع میں جماعت کے پاس بہت سے ورکر ہیں ان میں چند اہم ورکروں کے نام دیئے جاتے ہیں جو جماعتی کاموں میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ شیخوپورہ۔ شیخ محمد یوسف۔ تاج الدین بٹ، شیخ خالد اقبال۔ خالد خاں۔ حافظ ہارون الرشید۔ چوہدری امیر عباس حافظ نواب دین۔ مولوی محمد یعقوب بھٹی۔ شاہ کوٹ صوفی محمد اقبال۔ محمد طیب چوہدری۔ مولوی اشرف رانا محمد اظہر خاں۔ حافظ عبدالمجید۔ حافظ عبدالرحیم حافظ حبیب اللہ۔ صوفی عبدالحمید۔ قاری محمد شفیع۔ مولوی مختار نمبردار۔ محمد صدیق۔ مستری محمد یعقوب محمد شفیع جالندھری۔ چوہدری عبدالرحمٰن آف بدومتہ چوہڑکانہ۔ مختار احمد قریشی۔ حافظ محمد رمضان۔ عبدالغنی قریشی۔ چوہدری محمد دین پہلوان۔ محمد انور قریشی قاری محمد ارشد رانا ارشاد احمد۔ شیخ محمد انور۔ فیض احمد قریشی۔ ملک عبدالرحمٰن۔ منشی خدا بخش حکیم اسماعیل۔ ملک محمد سرور۔ عبدالکریم قریشی۔ حافظ نور احمد۔ محمد عمر رحمانی۔ خانقاہ ڈوگراں حاجی غلام قادر۔ قاری محمد امین۔ مستری غلام نبی۔ حاجی محمد شفیع۔ جمعیتہ میں نئے شامل ہونے والے با اثر افراد۔ لدھے کے تحصیل فیروزوالہ۔ چوہدری نصر اللہ خاں۔ میانی کوٹلی۔ حاجی شکر دین۔ جکڑالی جمعہ خاں۔ جنڈیالہ کلاں۔ مولوی احمد دین لنگر کوٹلی چوہدری خوشی محمد۔ محمد زکریا۔ فیروزوالہ احاطہ خوشی رام چوہدری فضل حسین اور ان کے ساتھی۔ موڑ کھنڈ چوہدری محمد شریف عبدالصمد خاں اور بہت سے ساتھی سالار بھٹیاں چوہدری رحمت علی اور ان کے ساتھی

مسائل ضلع شیخوپورہ

شہر شیخوپورہ: کے مسائل کا ذکر کرتے ہوئے جمعیتہ کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالہادی نے کہا سیمنٹ بالکل نایاب ہے سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں بلدیہ کو شہر کے مسائل سے کوئی دلچسپی نہیں ایڈمنسٹریٹر کا رویہ درست نہیں نہر کی صفائی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی اور سوئی گیس کی تقسیم یہاں اتنے غلط طریقہ سے ہوئی ہے کہ جس جگہ سے

بقیہ صفحہ ۱۶ پر

قصہ ایک نام نہاد "پیر" کا

گذشتہ سال "نام نہاد سنیوں" نے ملتان میں سُنّی کانفرنس کا اہتمام کیا، امسال اطلاعات کے مطابق مارچ ۵، ۶ میں راولپنڈی میں نظام مصطفیٰ کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔ ہم نے ان لوگوں کو "نام نہاد سنی" سے اس لیے تعبیر کیا، کہ انھوں نے اب کئی روپ دھار لیے ہیں۔ اور بہت سے نام لے کر عوام کی جیبیں کاٹ رہے ہیں۔ ایک نام جمعیۃ علمائے پاکستان ہے۔ دوسرا نام جماعت اہل سنت ہے۔ یہ ابتدائی نام ہیں اس کے ذیل میں بہت سی شاخیں بھی ہیں۔ مثلاً انجمن غلامانِ مصطفیٰ "رجسٹرڈ" انجمن نوجوانانِ اسلام رجسٹرڈ یعنی اس میں رجسٹرڈ نوجوان ہی شامل ہو سکتا ہے۔ بہرحال ان تمام کے لیے مابہ الاشتراک لفظ اگر ہے تو صرف "فرقہ رضاخانی"، جو ہر طرح مناسب اور موزوں تھے۔

راولپنڈی میں نظام مصطفیٰ کانفرنس کے انعقاد سے خدا معلوم ان کے مقاصد پورے ہوتے ہیں یا نہیں؟ یہ تو وقت کے انتظار کے بعد ہی پتہ چلے گا۔ تاہم اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں کی پالیسی یہ ہے کہ "آ بیل مجھے مار" — اسی پالیسی کے تحت "نورانی میاں اور اصغر خاں" نے

—— "کوٹ ادو میں ڈرامہ رچایا۔ نورانی میاں نے جلسہ سے کوٹ ادو میں خطاب کرنا تھا۔ مقررین نے اپنے نظریات پیش کرنے کی بجائے دوسروں پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ اور اصغر خان نے اعلان فرما دیا کہ اب میں ۱۰ جنوری کو کوٹ ادو میں جلسہ کروں گا۔ اس کو بھی نشانہ بنایا جائے۔

اس سارے قصہ کا اصل پس منظر تو نورانی، اصغر کا گٹھ جوڑ تھا کہ خود ہی کیچڑ اچھالو۔ اور بعد ازاں خود ہی ہلڑ بازی کر دو، اور الزام دھر دو اتحاد والوں پر۔ دراصل یہ ڈرامہ تھا جو پروگرام کے تحت کھیلا گیا۔

بہرحال اب دیکھنا یہ ہو گا کہ یہ راولپنڈی میں کیا کرتے ہیں۔ اور کانفرنس اور ان کا حشر کیا ہوتا ہے۔

ہم ان لوگوں کے خیرخواہ ہیں۔ وقت سے قبل ان کو مشورہ دیتے ہیں کہ کچھ سوچ سمجھ لیں کبھی کسی کا صبر بھی لے ڈوبتا ہے۔ جو لوگ اپنے خرچ پر دین کے لیے جگہ جگہ پھرتے ہیں۔ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اگر یہ لوگ ہمارا مشورہ نہیں مانتے تو پہلے یہ قصہ ایک "سنی پیر" کا سن لیں جو اس کے ساتھ ہوا۔ اس سے سبق حاصل کریں ممکن ہے انہیں کچھ بصیرت حاصل ہو سکے۔

ہوا یہ کہ ایک جماعت کسی گاؤں میں گئی تو "یار لوگ" گاؤں سے باہر ہی آ کر انہیں روکنے گئے ان سے کہا تم لوگ اس گاؤں میں داخل نہیں ہو سکتے۔ تبلیغ والوں نے عذر معذرت کی اور اور کہا ہم صرف رات گزاریں گے۔ اور کوئی وعظ تبلیغ نہیں کرتے۔ آخر اس تاریکی میں ہم کدھر جائیں مسلمان بھائی ہیں۔ اتنا حق تو ہے کہ رات گزارنے دو — بالآخر "یہ لوگ" آمادہ ہو گئے اور تبلیغ والے مسجد کو چلے گئے "سنیوں" نے اپنے پیر صاحب کو جا کر خبر دی کہ تبلیغی لوگ آ گئے ہیں۔ آج تو یہ آ گئے۔ اگر آئندہ بھی آتے رہے تو کام بگڑ جائے گا ہمارا "روٹیوں" کا دھندا اب ختم ہو جائے گا —

پیر صاحب نے کہا میں تدبیر بتلاتا ہوں آئندہ یہ لوگ اس گاؤں کا رخ نہ کریں گے۔

چنانچہ پیر صاحب نے "مریدین" کو پروگرام بنا دیا کہ جب یہ لوگ رات کو محو خواب ہوں تو مسجد کا سپیکر اٹھا کر چھپا لو، اور صبح ہو تو چوری کا الزام لگا دو۔ اور ان کو پولیس کے حوالہ کر دو۔ وہاں سے ان کو ایسا سبق ملے گا۔ کہ ہمیں ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے گی۔ چنانچہ حسب پروگرام ان پر صبح کے وقت چوری کا الزام لگا دیا گیا۔ سپیکر نہ ملنے کے باعث پولیس کو اطلاع دی گئی کہ

سپیکر رات کو اٹھا لیا۔ اور "چور" کو گاؤں سے باہر بھیج دیا ہے — پولیس مسجد میں آئی اور جماعت والوں کو تحقیق کی خاطر تھانہ لے کر چلی راستہ میں پولیس والے نے کہا کہ پانچ صد روپیہ دے دو جان چھوٹ جائے گی۔ جماعت کے لوگوں نے کہا پیسے تو ہمارے پاس نہیں، اگر آپ کلمہ نماز وغیرہ سیکھنا چاہیں تو سکھلائے دیتے ہیں۔ مگر پولیس اور نماز کا کیا جوڑ؟

اس لیے جماعت تھانے کو چلتی گئی۔ تھانے پہنچ گئی تو تھانیدار کرسی چھوڑ کر بھاگم بھاگ جماعت کے امیر صاحب کے قدموں کو لپکا۔ اور بڑی معذرت کی کہ ڈی۔ سی صاحب آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے؟ انہوں نے کہا چھوڑو۔ اس وقت تو میں چوری کا مجرم ہوں۔ آپ تحقیقات کریں۔ اس نے ڈی۔ سی صاحب سے معذرت کی۔ اور ان لوگوں کو بلوایا اور سپاہیوں سے کہا کہ ان کو ذرا "روشن خیال" لگاؤ اور ان کو پوچھو کہ سپیکر کون لے گیا؟ دو چار جوت لگے تو "دماغ روشن" ہو گیا۔

پھر پوچھا کہ اصل قصہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا پیر صاحب نے ہمیں مشورہ دیا تھا کہ سپیکر اٹھا کر چھپالو، اور چوری کا الزام ان لوگوں پر لگاؤ۔ تاکہ ان کی رسوائی ہو۔ آئندہ آنا ترک کر دیا۔ تو اصل مجرم تو پیر صاحب ہیں — پیر صاحب کو تھانہ بلوایا گیا اور "روشن دماغ" ان پر بھی برسایا گیا۔ چنانچہ پیر صاحب معافی معافی اور مدد مدد پکارنے لگے۔ مرید کوئی مدد کو نہ آیا۔ تو پیر صاحب نے کہا آئندہ میں بھی تمہاری مدد کو نہیں پہنچوں گا۔ مریدین نے کہا ہماری مدد جب آپ کریں گے جب اپنی مدد؟ کر سکو۔ اس لیے اپنی مدد آپ کے تحت ہی قصہ نمٹاؤ۔ بہرحال پیر صاحب نے جب معافی معافی کا زیادہ ہی شور برپا کیا تو تھانیدار نے کہا امیر جماعت سے معافی مانگ لو، جماعت والوں نے کہا ہمارے تو آپ مجرم ہی نہیں۔ ہم معافی نہیں دے سکتے۔ البتہ یہ کر سکتے ہیں آپ چالیس دن کیلئے ہمارے ساتھ چلو۔ چنانچہ پیر صاحب نے سوچا اور سفو پیاز کھا کر بستر کندھا پر رکھا۔ اور چالیس دن کے لیے جماعت کے ساتھ ہو گیا۔

تو ہماری غرض یہ ہے جماعت کے ساتھ چھیڑنے

رواں دواں — **زاہد بلند شہری**

قول و فعل میں تضاد

مسلم لیگ میں انتشار سے قبل قیوم خان نے ایک بیان میں کہا تھا کہ "ملک میں کم سے کم پارٹیاں ہونی چاہئیں"، خان صاحب موصوف کی اس بات سے نہ صرف ہمیں بلکہ ہر پاکستانی کو اتفاق ہے کیونکہ زیادہ پارٹیوں سے ملک میں سیاسی عمل میں رخنہ پیدا ہوتا ہے اور عوام کی حمایت مختلف حصوں میں بٹ جاتی ہے جبکی وجہ سے کسی بھی پارٹی کو واضح اکثریت حاصل نہیں ہوتی۔ تینوں مسلم لیگوں کا اتحاد بھی خوش آئندہ تھا اور پھر پاکستان قومی اتحاد کا وجود تو امن و نجات کا پیامبر بن کر آیا۔ ۱۹۷۷ء میں واضح گروپ صرف دو تھے ایک پی پی اور دوسرا قومی اتحاد۔ بعد میں چند عاقبت نااندیشوں کی شہ پر یا عوام کی نام نہاد حمایت کا سبز باغ دیکھ کر نورانی میاں۔ تحریک استقلال اور پھر این ڈی پی اتحاد سے یکے بعد دیگر بغیر کسی ٹھوس وجہ کے علیحدہ ہوگئیں اس سے سیاسی عمل اور سیاسی قوت میں رخنہ پڑا اور اب علیحدہ ہونے والی تینوں پارٹیاں علیحدہ اور دیگر نوزائیدہ پارٹیاں علیحدہ اپنا راگ الاپ رہی ہیں۔

بات قیوم خان کے بیان کی ہو رہی تھی ابھی قیوم خان کا بیان قوم نے پوری طرح پڑھا بھی نہیں تھا کہ قیوم خان نے مسلم لیگ میں انتشار کے باعث اپنی مسلم لیگ (قیوم گروپ) بحال کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور جواز یہ پیش کیا کہ وہ اس انتشار میں کسی گروپ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔

خوب جواز پیش کیا ہے۔ عقل کی داد دینی پڑتی ہے پہلے ملک میں سیاسی پارٹیوں میں کمی کی تجویز پیش کی بعد ازاں خود ہی ایک سیاسی جماعت کی داغ بیل ڈال دی "دوسروں کو نصیحت خود میاں فضیحت" جماعت بھی ایسی جس کے عہدیداروں کا نام و نشان نہیں اراکین اور کارکنوں کا اتہ پتہ کچھ نہیں۔ اگر یہ فعل انہوں نے اخبارات میں بیانات چھپوانے کے لیے کیا ہے تو وہ متحدہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے بھی چھپ سکتے تھے۔ اگر انہیں یہ زعم ہے کہ اس طرح علیحدہ پارٹی بنانے سے عوام کی حمایت حاصل ہو جائے گی تو بہتر ہے کہ وہ سیاست سے ریٹائر ہو جائیں۔ کیونکہ گرگٹ چاہے کتنے رنگ بدلے عوام بالآخر اسے مار کر ہی دم لیتے ہیں کیونکہ اس کے شوخ رنگ عوام کی حمایت حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔

مسافر

عام زندگی میں بسوں۔ ریلوں اور ہوائی جہازوں پر سفر کرنے والے مسافر، جدید مسافر کہلاتے ہیں جبکہ پیدل سفر کرنے والے قدیم دور میں جدید اور موجودہ دور میں مفلس مسافر کہلاتے ہیں۔ قدیم ہوں یا جدید، بہر حال مسافر ہیں، ان میں کچھ وقتی مسافر ہوتے ہیں اور کچھ ہمیشہ کے مسافر۔ آپ نے ایسے مسافر ضرور دیکھے ہوں گے جو صرف دفاتر میں سفر کرتے ہیں۔ جی ہاں! ان کا سفر کبھی ختم نہیں ہو گا۔ انہیں سفر کروانے والے خوش ہوتے ہیں کہ "سر سے بلا ٹلی"، دفاتر کے یہ مسافر سرکاری فائلیں مقدمات اور مسائل ہیں جو کلرک سے سیکشن آفیسر۔ سیکشن آفیسر سے ڈپٹی سیکرٹری۔ ڈپٹی سیکرٹری سے سیکرٹری۔ سیکرٹری سے ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور پھر چیف سیکرٹری تک پہنچتے ہیں۔ عموماً سرکاری فائلیں سالوں سفر کرتی رہتی ہیں۔ ان فائلوں اور مقدمات کے سفر کا خاتمہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ کچھ "بخشش" عنایت کر دیں۔ اس صورت میں ان فائلوں کا سفر آناً فاناً ختم ہو جائے گا۔

سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر میں سفر کرنے والی مسافر فائلیں اور کاغذات کے علاوہ ایسے مسافر بھی ہیں جو حصول مقصد کے بعد ہی اپنا سفر ختم کرتے ہیں۔ یہ لوگ سفر کرتے وقت روپے پیسے کا قطعی ضیاع نہیں کرتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ہو بھی جائے تو پورا کرنے کی حتی الوسع کوشش کریں گے۔

ہمارے خیال میں ایسے مسافروں کی کم وقت میں زیادہ مسافت اتنی جلدی طے نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ فاصلہ میلوں یا کلومیٹروں کا نہیں بلکہ نظریات کا فاصلہ ہے۔ افکار کا فاصلہ ہے۔ منشور کا فاصلہ ہے "دائیں اور بائیں" کا فاصلہ ہے۔ یہ مسافر کون ہیں؟ یہ "سیاسی مسافر" ہیں جو ہمارے ملک میں بکثرت مل جائیں گے۔ جو ایک پارٹی سے دوسری پارٹی اور پھر تیسری جماعت تک بہت جلدی سفر کرتے ہیں۔ غلط افکار کو درست ظاہر کرنے کے لیے مہمل تاویلیں گھڑتے ہیں۔ کبھی روٹی کپڑا، مکان کا نعرہ لگاتے ہیں اور کبھی "لوک راج" کے نعرے سے سادہ لوح قوم کا دل جیتنے کی سعی ناکام کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہر چمکتی ہوئی چیز کو سونا سمجھنے کے قائل ہیں۔ لمحہ بہ لمحہ پینترا بدلتے ہیں۔ سیاسی قلابازیاں کھاتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان کا یہ قبیح فعل انہیں قوم کی حمایت حاصل کرنے میں خاصی مدد دیتا ہے۔

جب تک یہ لوگ ملک میں موجود ہیں ملک کی سیاست اور معیشت دونوں پستی اور پسماندگی کے گڑھے میں پڑے رہیں گے۔

ریٹائرمنٹ یا دباؤ؟

ملازمت سے ایک مرتبہ ریٹائر ہونے کے بعد دوبارہ واپس جانا ناممکن ہوتا ہے۔ مگر کھیل سے ریٹائر ہونے کے بعد دوبارہ بھی جایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ارباب کھیل اجازت دیں۔ پاکستان کا

باقی صفحہ ۱۰ پر

ادریس فاری

ایران جمہوریت کی طرف گامزن ہے

بالآخر...... ایرانی عوام کی عظیم تاریخی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ اور شاہ ایران کو ایران کے تخت و تاج سے دست بردار ہونا پڑا۔ بظاہر شاہ ایران عارضی چھٹی پر ہیں۔ اور واپسی کی توقع پر جاتے ہوئے وہ ایرانی عوام سے شہنشاہیت کی حفاظت کی اپیل بھی کر گئے ہیں۔ لیکن شاہ کی اپنی ملکہ فرح دیبا کے ہمراہ روانگی اور اس کا رقت آمیز منظر خود بتلا رہا تھا کہ عارضی طور پر ملک سے جانے والے اس ذلت سے نہیں جایا کرتے۔ شاہ اور اس کی ملکہ کے آنسو اس شہادت کے لیے کافی ہیں کہ وہ خود اپنی واپسی سے مایوس ہیں اور سرزمین ایران نے ان کو ایسا دیس نکال باہر کیا ہے کہ وہ دوبارہ انہیں کسی قیمت قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتی۔

شاہ ایران نے ۱۹۴۱ء میں تخت شاہی سنبھالا اور پورے ۳۷ سال ایران کے سیاہ و سفید کے مالک رہے۔ شاہ نے جس وقت اقتدار کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ اس وقت ایران ایک مفلوک الحال ملک تھا۔ ہر طرف غربت افلاس اور اقتصادی عدم توازن تھا۔ جنگ عالم گیر کے بعد روس اور مغربی طاقتوں کے زیر اثر ایران سیاسی آزادی سے محروم تھا۔ ان طاقتوں کے درمیان ایران پر غلبہ و تسلط حاصل کرنے کے لیے کشمکش تھی۔ شاہ ایران نے ایسے موقع پر ایران کی علاقائی سالمیت کے لیے بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ اور روس کی فوج کو ایران سے نکال دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایران کی اقتصادی ترقی کے لیے بھی شاہ نے مؤثر طریق کار اختیار کیا اور اس میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

ان کے طویل دورِ اقتدار کا یہ روشن پہلو بھی ہے کہ اپنے باپ سے ملنے والے اقتصادی عدم شکار کے اس ملک کو انہوں نے ترقی کی راہ پر ڈالا۔ ایران میں بڑی صنعتیں قائم کیں۔ امریکہ اور مغربی ممالک سے بھاری فوجی سامان فراہم کیا۔ بے شمار ایرانی طلباء کو سرکاری خرچ پر اعلیٰ تعلیم و تربیت کیلئے بیرونی ممالک میں بھیجا۔ ان کی اس صحت مند منصوبہ سازی کی بدولت ایران میں کچھ سالوں سے ترقی کی رفتار سالانہ ۱۵ فیصد کو پہنچ چکی تھی بہت کم ملک ہیں جہاں ترقی کی رفتار میں اس قدر سرعت سے اضافہ ہو۔ اس تمام کے باوجود شاہ کو عوامی غیظ و غضب کا جس طرح نشانہ بننا پڑا وہ ظاہر ہے۔ اور بالآخر نتیجہ ان کے حق میں مفید ثابت نہ ہوا، چنانچہ شاہ کی روانگی سے قبل ان کا بیان بھی آیا تھا کہ میری بڑی غلطی یہی ہے کہ میں نے سیاسی استحکام کی بجائے معیشت و اقتصاد کی بحالی کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔

شاہ نے جس ارمان سے ملکہ سے شادی کی اور جس تمنا و امید سے "ولی عہد" کیلئے بیتاب رہے وہ بھی شاہ کی زندگی کا ایک حصہ ہے۔ لیکن وہ "شاہ" جو ایران کو اپنے ولیعہد کو اپنے مرنے کے بعد سونپنا چاہتا تھا آج وہ زندگی میں بصد حسرت و یاس سرزمین ایران سے دونوں ہاتھ خالی روانہ ہو گیا۔ اور اس کی تمنائیں ہمیشہ کے لیے اس کے سینے میں دفن ہو گئیں۔

شاہ کے ابتدائی دور اقتدار میں سیاسی استحکام اور موجودہ ترقی —— جو تحریک —— سے قبل تھی اس تمام تر کامیابی کے باوجود شاہ ایران کے عوام کے دلوں میں جگہ نہ پا سکے۔ کیوں ——؟ صرف اس کے لیے شاہ نے اپنے اقتدار کو مضبوط رکھنے کی خاطر وہ تمام تر حربے اپنائے جو ایک ڈکٹیٹر اور آمر اپنا سکتا تھا۔ ایران میں آئین تھا۔ اسمبلی تھی۔ اور شاہ ایران عوامی اصلاحات بھی کرتے تھے۔

لیکن ان تمام چیزوں کا فائدہ صرف شاہ کی ذات کو، فوجی افسروں اور درباری خوشامدیوں اور افسران بالا کے حاشیہ برداروں کو پہنچتا تھا۔ پریس حکومت کے تابع فرمان بن کر رہ چکا تھا شاہ اپنے خلاف کوئی بات سننے کو آمادہ نہ تھے۔ اگر کوئی اس غلطی کا ارتکاب کرتا تو اس کو جیل کی ہوا کھانی پڑتی تھی۔ ایران کی خفیہ پولیس ساوک نے دہشت گردی پھیلائی۔ اس کی دہشت گردی نہ صرف اندرون ملک بلکہ ملک سے باہر ایرانی جلاوطن لوگوں کیلئے بھی ایک مسئلہ بنی ہوئی تھی۔

یہ وہ اسباب و علل تھے جو شاہ ایران کے خلاف لوگوں کے جذبات شدت اختیار کرتے کرتے شاہ کے لیے پیغامِ موت بن گئے — اب شاہ ایران ملک سے رخصت ہو چکے ہیں لیکن ایران اور ایرانی عوام کو ابھی سکون میسر نہیں آیا۔

شاہ کے خلاف ۱۹۵۳ء میں تحریک چلی اور شاہ کو ایک مرتبہ پہلے بھی ملک چھوڑنا پڑا تھا۔ تاہم وہ اسی وقت جلد واپس آنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اس وقت مخصوص طبقے نے ان کے خلاف تحریک چلائی۔ جو طاقت سے دب گئی۔ لیکن موجودہ تحریک شعبہائے زندگی سے متعلق ہر فرد نے پورے طور پر اس میں شرکت کی اور ہر قیمت پر شاہ کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس لیے شاہِ ایران تو ایران کو شاید نہ بھول سکیں مگر ایرانیوں نے اب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ہمیشہ کے لیے بھلا کر اپنے سے جدا کر دیا ہے۔

شاہ نے اپنی عدم موجودگی میں جو ریجنسی کونسل قائم کی ہے اور اسی کو اختیارات دیئے ہیں۔ اس سے بھی ایران کے عوام کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔

شاہ کی رخصتی کے بعد بھی ہنگامے، مظاہرے اور تشدد کے واقعات رونما ہو رہے ہیں اور معلوم نہیں یہ سلسلہ کب رُکے گا!

ایران کے مذہبی راہنما نے شاہپور بختیار کے نمائندہ سے بحیثیت نمائندہ بھی ملنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور صدر کارٹر کی اپیل بھی مسترد کر دی ہے۔ اندریں حالات دیکھنا یہ ہوگا کہ ایران بالآخر کس نئی لائن پر اُبھرتا ہے اور کس نقطے پر ایران کے عوام متفق ہو کر سکھ کا سانس لیتے ہیں۔

جہاں تک حزب اختلاف کا تعلق ہے مختلف گروہوں میں تقسیم ہے۔ اور ایران کے لیے سیاسی وحدت استحکام کی راہیں نظر نہیں آتیں کچھ انتہا پسند عناصر بھی اس تحریک کے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اہل ایران جس طرح شہنشاہیت کے زوال سے خوش ہیں اور ایک قدم ان کو کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ وہ مستقبل کی اس گھڑی تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے تاکہ وہ ایران کو اسلامی خطوط پر نہ ڈھال لیں۔ وہ تمام مکار و فریب کار عناصر سے بھی بخوبی آگاہ ہوں گے جو اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ اور بالآخر نتائج اپنے حق میں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

حالیہ تحریک میں اگرچہ زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق مختلف افراد نے بھرپور حصہ لیا۔ مگر اس سے انکار ممکن نہیں کہ اس تحریک میں بنیادی عنصر کا درجہ علامہ خمینی کو حاصل ہے۔ شاہ پور بختیار کو حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ایسے بیانات دینے سے گریز کرنا ہوگا کہ میں کسی ملّا کے حق میں دست بردار نہیں ہوں گا۔ اور وزارت عظمیٰ کو کسی "ملّا" کے سپرد نہیں کیا جا سکتا — اگر شاہ پور کا رویہ بھی انداز بیان سے جھلکتے شہنشاہیت کی غمازی کرتا ہے تو شاہ پور بختیار کو بخوبی معلوم ہونا چاہیے کہ شاہی اور تخت شاہی کا انجام کیا ہو چکا ہے — اگر نئے وزیر اعظم کا رویہ یہی رہا۔ اور علامہ خمینی سے ان کے اختلافات مزید بڑھ جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایرانی شہنشاہیت کے زوال اور فیصلہ کے بعد اب مسٹر اور ملّا کی جنگ کا میدان بنے گا۔ اور جمہوریت اور شہنشاہی کے علمبرداروں کے درمیان ابھی وجہ تنازعہ باقی ہے۔

حالات کی سنگینی اس بات کی متقاضی ہے کہ آیت اللہ خمینی کو نئی حکومت اعتماد میں لے۔ ورنہ شاہ پور بختیار کے صرف یہ کہنے سے کہ میں کسی ملّا کے حق میں وزارت عظمیٰ کے عہدہ سے دست بردار ہونے کو آمادہ نہیں مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اور ایران کا بحران مزید سنگین بھی ہو سکتا ہے۔

جب ایرانی عوام ہی ایک ملّا کو اپنا قائد بنانا چاہتے ہیں تو شاہ پور بختیار اور اس کی پوری کابینہ، فوج، سرکاری افسران اس عوامی سیلاب کے سامنے جم نہیں سکیں گے۔

سری لنکا، ترکی، افغانستان، انڈیا اور اور ایران کے حالیہ واقعات اور تبدیلی سے ہم سبق حاصل کر سکتے ہیں کہ جو عوام تبدیلی چاہیں تو اس تبدیلی کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ اصل طاقت عوام کی طاقت ہے۔ عوامی رجحانات کی تائید کے بغیر کسی فیصلہ کو معلوم اور ثبوت حاصل نہیں ہو سکتا۔ حکمران سمجھ لیں کہ تخت ہلا دیئے جاتے ہیں کرسیاں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں۔ اس لیے کسی مرحلہ پر عوام کے جذبات کو نظرانداز کرنا عقل و دانش کی بات نہیں۔

بقیہ : رواں دواں

وقار دوسری چیزوں کی نسبت کھیلوں نے بہت بلند کیا ہے۔ ان میں کرکٹ اور ہاکی سر فہرست ہیں۔ پچھلے سال بھارت کے خلاف دو کرکٹ ٹسٹ میچ جیتے گئے لاہور میں ہاکی چیمپئنز ٹرافی جیتی گئی۔ نیز بنکاک میں ہونے والے ایشیائی کھیلوں میں ایشیائی ہاکی کپ بھی پاکستان نے حاصل کیا ہاکی ٹیم کے وطن پہنچنے کے کچھ دنوں بعد ہی ہاکی ٹیم کے کپتان اصلاح الدین (جو پنیلٹی کارنر ناکام بنانے میں ماہر ہے) نے ہاکی سے ریٹائر ہونے کا اعلان کر دیا۔ ابھی ہم اصلاح الدین کے ریٹائر ہونے کی وجوہات تلاش ہی کر رہے تھے کہ نائب کپتان شہناز شیخ بھی ریٹائر ہو گئے اور پھر کیپٹن سعید نے بھی ریٹائرمنٹ کی فہرست میں اپنا نام لکھوا دیا۔

یہ تینوں پاکستانی ہاکی ٹیم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے جانے کے بعد ماسکو میں ہونے والے عالمی کھیلوں میں پاکستان ہاکی ٹیم کی کامیابی مشکوک نظر آنے لگی ہے۔ اصلاح الدین نے ریٹائرمنٹ کے اعلان کے چند روز بعد اعلان کیا کہ "انہوں نے یہ فیصلہ دباؤ کے تحت کیا ہے"۔ جی ہاں! دباؤ کے تحت! کیونکہ ہمارے ملک میں کھیلوں میں بھی سیاست چل رہی ہے۔ صلاحیت اور کارکردگی کو نظر انداز کرتے ہوئے نااہل لوگوں کو ممنون کرنے کے لیے نوازا جاتا ہے۔ ہمیں کم از کم ہاکی بورڈ کے چیئرمین نور خان سے اس بات کی توقع نہیں تھی کہ وہ ان عظیم کھلاڑیوں کو بلا وجہ ریٹائرمنٹ کا "مشورہ" دیں گے نور خان کو ان کھلاڑیوں میں کیا خرابی نظر آئی تھی؟ کہیں کمانٹیروں کے مشورہ پر تو عمل نہیں کیا؟ یا پھر کوئی اور بات ہے؟ کیا کوئی بتا سکتا ہے اب پاکستان کے خلاف پینلٹی کارنر کو کون ناکام بنائے گا؟ کون ماسکو اولمپکس میں گولڈ کپ کے جیتنے کی یقین دہانی کرائے گا؟

مکتوب رحیم یار خان

ملک میں اسلامی نظام نافذ کر کے عوام سے وعدہ پورا کیا جائے

مولانا غلام ربانی

گذشتہ روز مولانا غلام ربّانی ضلعی امیر کی قیادت میں پانچ رکنی افراد نے ضلع کا سات روزہ دورہ کیا۔ مولانا غلام مصطفیٰ چوہدری ناظم اعلیٰ ضلعی جمعیۃ۔ مولانا حماد اللہ شفیق ناظم ضلعی جمعیۃ۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی جنرل سیکرٹری جمعیۃ رحیم یار خان اور عبدالصبور خان ڈاہر نے اس وفد میں شامل تھے۔

۱۰ر جنوری یہ قافلہ مجاہد ملت مولانا غلام ربانی کی قیادت میں صبح آٹھ بجے رواں دواں ہوا جب یہ قافلہ بستی درباں پہنچا تو علاقہ کے مشہور و معروف زمیندار مولانا سلیم اللہ خاں نے وفد کو خوش آمدید کہا اور جمعیۃ علماء اسلام میں بمع احباب شمولیت کا اعلان کیا اور مولانا درخواستی، مولانا مفتی محمود کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا مدرسہ شمس العلوم کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب جو علاقہ میں جید عالم دین ہونے کے علاوہ محدثِ اعظم اور کئی حدیثوں کی عربی میں تشریح پر تحریر کر چکے ہیں جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا اور ان کے صاحبزادے حضرت مولانا شریف اللہ جو مدرسہ کے نگران ہیں انھوں نے بھی جمعیۃ کی شمولیت کا اعلان کیا واضح رہے کہ یہ مدرسہ تقریباً اڑھائی سو سال سے چلا آ رہا ہے اس مدرسہ میں درگاہ عالیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب مرحوم، مولانا عبداللہ سندھی مرحوم اور مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی نے بھی اس مدرسہ میں کچھ سال تک تعلیم حاصل کی پھر یہ وفد مومن آباد میں پہنچا علاقہ کے زمیندار الحاج منظور احمد نے خیر مقدم کیا اور علاقہ میں جمعیۃ کی رکنیت سازی کے بارے میں مشورہ جات ہوئے پھر یہ وفد کٹرہ اسلام پور میں پہنچا جہاں جمعیۃ کے مجاہد نوجوان ضلع کے نائب سالار حاجی محمود الحسن نے وفد کو خوش آمدید کہا۔

خوش آمدید کے بعد بڑہ برادری نے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا اور اپنے مسائل خصوصاً فتح پور میں یہاں براستہ ٹبل گڑھ اسلام پور تا راجن پور سڑک کو پختہ بنانے کا مطالبہ اہم تھا وفد کے قائد نے عوام کو یقین دلایا کہ آپ کی اس سڑک کو پختہ بنانے کی پوری پوری جدوجہد کی جائے گی۔ پھر یہ وفد رات کو چوہدری محمد یعقوب کی بستی میں پہنچا۔ رات کو وہاں رہائش پذیر ہوئے۔ احباب جماعتی تنظیم اور علاقائی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی اور جماعتی اخبار ہفت روزہ ترجمان اسلام کی توسیع پر بھی گفتگو ہوئی۔ ۱۱ر جنوری ۱۹۷۹ء بروز جمعرات صبح آٹھ بجے راجن پور کلاں میں ایک عظیم اجتماع ہوا جس میں مولانا غلام ربانی مولانا قاری حماد اللہ شفیق نے جماعتی کارکنوں سے خطاب کیا اور جماعت کی رکنیت سازی کی مہم کے بارے میں مشورہ جات ہوئے اجلاس میں مولانا عبدالحمید ٹوار حاجی عبدالحمید مولانا محمد عبداللہ چوہدری محمد دین اور چوہدری رشید احمد نے بہت سرگرمی سے کام میں حصہ لیا۔ پھر یہ وفد ٹھل حسن خاں پہنچا سردار غلام مصطفیٰ خاں مولانا محمد عبداللہ صدیقی امان اللہ خاں نے بھی جمعیۃ کے وفد کا خیر مقدم کیا۔ ٹھل حسن خاں میں جلسہ عام ہوا۔

جلسہ عام میں مولانا غلام ربانی مولانا قاری حماد اللہ شفیق مولانا رشید احمد لدھیانوی جماعتی تنظیم ملکی حالات کے بارے میں خطاب کیا۔ عوام نے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا۔

پھر یہ وفد حسن آباد پہنچا جہاں نوجوانوں نے جوش و خروش سے وفد کو خوش آمدید کہا اس علاقہ میں حکیم فاضل محمد، مولانا عبداللہ حسن آباد ملک خالد سیف اللہ اور مولانا بشیر احمد کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ دو اجلاس ہوئے پہلے اجلاس میں مولانا محمد بشیر صاحب نے اصلاح معاشرہ کے عنوان سے خطاب کیا اور دوسرے اجلاس نے اسلام میں مزدور کا کیا مقام ہے کے عنوان سے خطاب کیا۔

علاقہ کے لوگوں نے وفد کو ایک اپنا مسئلہ پیش کیا کہ پاکستان بننے سے قبل کی ہماری سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے بالکل کچی سڑک ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ علاقہ کے لوگ پاکستان بننے سے آج تک اپوزیشن میں رہے ہیں یہی سزا آج تک علاقہ کے لوگوں کو مل رہی ہے وفد کے قائد نے عوام کو مطمئن کیا کہ اس سڑک کے بارے میں حکومت کو آگاہ کیا جائیگا۔ پھر یہ وفد بہار کھاکھی پہنچا جہاں پر حافظ فیض اللہ صاحب نے خوش آمدید کہا اور نماز جمعہ مولانا بشیر احمد صاحب نے پڑھائی جہاں پر ترجمانِ اسلام کی خریداری پر زور دیا گیا۔

۱۲ر جنوری کو ٹھل حمزہ میں حضرت مولانا غلام ربّانی نے عظیم اجتماع سے خطاب کیا۔ ملک عبدالحمید۔ حاجی محمد زکریا اور دوسرے احباب نے سرگرمی سے حصہ لیا۔ علاقہ کے لوگوں نے اپنے مسائل بیان کئے جس میں راجن پور سے ٹھل حمزہ تک پختہ سڑک بنائی جائے۔ ٹھل حمزہ میں بجلی پہنچ چکی ہے لیکن میٹر منظور ہونے کے باوجود بجلی کے کرنٹ نہیں ملے۔ ہیلتھ سنٹر قائم کیا جائے ان مسائل پر ضلعی انتظامیہ سے براہ راست گفتگو کرنے کے لیے قائد وفد نے یقین دلایا۔

پھر یہ وفد ترنڈہ محمد پناہ پہنچا جہاں پر رکنیت سازی اور ترجمانِ اسلام کی خریداری کے بارے میں جماعتی کارکنوں کو آگاہ کیا۔

پھر یہ وفد لیاقت پور پہنچا جہاں پر مولانا محمد حیات، مولانا بشیر احمد صاحب نے خیر مقدم کیا مولانا محمد بشیر الہ آبادی نے ——— چائے سے وفد کی مہمان نوازی کی پھر یہ وفد امین آباد پہنچا۔

باقی صفحہ ۱۲ پر

محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم رضؓ کی شہادت اور آپ کی شخصیت پر طائرانہ نظر

ملت اسلامیہ کے عظیم فرزند پیکرِ عدل وحریت خلافت راشدہ کے دوسرے تاجدار۔ مراد مصطفیٰ۔ داماد مرتضیٰ سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کا وہ جلیل القدر فاتح۔ امام عادل انسانیت نواز تاجدار حرم امام العرب والعجم سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ مصاہرت میں منسلک ہیں۔ آپ کی داستان عشق ووفا بہت طویل ہے لیکن صرف اجمالی طریقہ پران کے کارناموں کا اظہار اور شہادت کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔

آپ کا اسلام لانا جس قدر اہل اسلام کی تقویت۔ قوت اسلامی کے لئے استحکام۔ اور اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مؤثر ترین ذریعہ ثابت ہوا۔ اسی قدر خرمن باطل کے لئے برق جہاں سوز۔ کھیتی کفر وضلالت کے لئے تباہ کن ثابت ہوا۔ آپ کے قبولیت اسلام سے ایک فرد کے دل کی دنیا نہیں بدلی بلکہ مکہ مکرمہ کی پوری آبادی ایک نئے انقلاب سے روشناس ہوئی

گلشن اسلام کے باغبانؐ نے جس سدا بہار پودے کو تزئین گلشن کے لئے خداوند قدوس سے مانگا تھا۔ جس کی دیکھ بھال۔ تزئین۔ نشوونما خصوصی توجہ سے فرمائی تھی۔ وہ شخصیت عمر فاروق کی تھی۔ جسے قربِ محمدی نصیب ہوا۔ جسے تعلیم آیات الٰہی اور حکمت سے آراستہ وپیراستہ کیا گیا تزکیہ نفس سے ان کے قلب وروح کو منور کیا گیا۔ اور جس جوہر بے بہا کو ہر پہلو سے درخشندہ فرمایا۔ وہ جس کی ہیبت سے کفر لرزہ براندام تھا۔

وہ جنہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گلشن اسلام سپرد کیا۔ تاریخ اسلام شاہد ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے ہوئے گلزار کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حیرت انگیز توسیع دی۔ اور تزئین وترتیب سے رشک جنت بنایا۔ حسن انتظام سے پوری دنیاء اسلام کو خوشحال گھرانہ کی صورت عطا کی۔ سلطنت اسلامیہ کو ناقابل تسخیر قلعہ بنایا۔

دنیا کی عظیم سلطنتوں (قیصر وکسریٰ) کی مادی طاقتوں۔ یہودیت ونصرانیت۔ بت پرستی وستارہ پرستی کی مذہبی قوتوں کو فاروق اعظمؓ نے وہ شکست فاش دی کہ مدتوں سر نہ اٹھا سکیں۔ مسلمانوں کے مثالی اتحاد۔ اخوت اور باہمی تعاون کے باعث باطل قوتیں شجر اسلام کی جڑیں کھوکھلی نہ کر سکیں۔ بہر حال فاروق اعظمؓ نے شجر اسلام کی آبیاری کے لئے تن۔ من۔ دھن کی قربانی دی۔ بالآخر اپنی قیمتی جان کو دین مصطفیٰ کے تحفظ کے لئے قربان کر دیا۔

فاروق اعظمؓ وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں سرکار مدینہ صلعم نے دعا کی۔ اللّٰھم اعزّ الاسلام بعمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) اے اللہ اسلام کو عمر بن خطاب کے ساتھ معزز ومکرم کر۔ طبرانی۔ بروایت عبد اللہ بن مسعودؓ وانسؓ۔ حاکمؒ بروایت ابن عباسؓ)

وہ جنہیں سرور کائنات صلعم نے فاروق کے لقب سے نوازا (یعنی الفارق بین الحق والباطل) ابن سعود بروایت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہی فاروق جن کے قبول اسلام پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا یارسول اللہ صلعم! عمر کی اسلام آوری پر تمام ملائکہ مبارکباد دے رہے ہیں۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۵۔ وہ جن کی آمد پر اسلامی عزت میں ترقی ہوئی۔ وہی فاروق جنہوں نے علی اعلان ہجرت کی اور فرمایا۔ جسے اپنی ماں سے دور ہونا ہو اور بچوں کو یتیم کرانا ہو۔ اور بیوی کو بیوہ کرانا ہو آئے اور میرے ساتھ مقابلہ کرے۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ فاروق اعظمؓ سے بات کرے۔

وہ جن کی رائے کے موافق قرآن پاک نازل ہوا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اکیس مقامات قرآن پاک میں ایسے ہیں جو حضرت عمر کی رائے کی موافقت میں اتارے گئے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایجادات واوّلیات

عسکری کا بیان ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلی شخصیت ہیں۔ جنہیں امیر المومنین کا لقب دیا گیا۔ آپ ہی نے تاریخ وسنہ ہجری کو رواج دیا۔ بیت المال بنوایا۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح باجماعت پڑھنے کا حکم فرمایا۔ لوگوں کی مشکلات معلوم کرنے کے لئے مدینہ طیبہ کے اردگرد گشت کرتے رہے۔ ہجو ومذمت کرنے والوں کو سزائیں دینا شروع کیں۔ شرابیوں کو اسّی درے لگوائے متعہ کے حرام ہونے کو عملاً نافذ فرمایا۔ جن لونڈیوں سے اولاد ہو جائے ان کی خرید وفروخت پر پابندی لگائی۔ نماز جنازہ میں تمام لوگوں کو چار تکبیر پڑھنے کا حکم دیا۔ دفاتر بنوائے۔ وزارتیں قائم کیں۔ پولیس کے شعبہ کا اجراء فرمایا۔ سب سے زیادہ فتوحات حاصل کیں۔ میدانوں کی پیمائش کرائی۔ بحر ایلہ کے راستے مدینہ منورہ میں غلہ منگوایا۔ مال صدقہ کو اسلامی کاموں پر خرچ کرنے سے منع فرمایا۔ ورثہ اور ترکہ کے حصے نافذ فرمائے۔

گھوڑوں پر زکوٰۃ وصول کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطال اللہ بقاءک وایدک اللہ فرمایا۔ یہ وہ تمام ابتدائی اور اولیتی امور ہیں۔ جنہیں سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے شروع کیا اور انجام تک پہنچاتے رہے تاریخ خلفاء ص۱۶۱۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے درہ ایجاد فرمایا۔ شہروں میں قاضی مقرر کئے۔ کوفہ۔ بصرہ۔ جزیرہ۔ شام مصر۔ موصل کو شہری آبادی میں تبدیل فرمایا۔

ابن عساکر اسماعیل بن زیاد کی زبانی لکھتے ہیں حضرت علیؓ نے ماہ رمضان میں چراغان دیکھ کر فرمایا کہ نور اللہ علی عمر قبرہٗ کما نور علینا مساجدنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر کو منور فرمائے جس طرح انہوں نے ہماری مساجد کو منور فرمایا۔ کنز العمال ص۳۴۳ ج۶۔ شرح نہج البلاغہ ص۹۸ ج۱۲۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک گودام بنایا جس میں آٹا۔ ستو۔ کھجوریں۔ منقا اور دوسری ضروریات رکھوائیں۔ تاکہ مسافر اس سے استفادہ کرسکیں۔ غرباء اور مساکین کے روزینے مقرر فرمائے۔ مسافروں کے لئے مہمان خانے تعمیر کروائے چنانچہ ایک مہمان خانہ کوفہ میں اور ایک مہمان خانہ مدینہ منورہ میں تھا جس میں اپنی نگرانی میں مسافروں کو کھانا کھلاتے تھے لاوارث بچوں کے دودھ اور دیگر مصارف کا انتظام بیت المال کی طرف فرمایا۔ مسجد نبوی میں توسیع کی اور اس میں کنکریٹ کا فرش لگوایا۔ حجاز کے یہودیوں کو شام کی طرف جلاوطن کیا اور نجران کے یہودیوں کو کوفہ کی طرف۔ تاریخ خلفاء ص۱۶۲ رعایا کی شکایت معلوم کرنے کے لئے جہاں جاتے راتوں کو دورہ کرتے۔ راہ چلتوں سے حالات پوچھتے۔ الفاروق ص۳۱۹۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت

مسند امام احمد میں مذکور ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ حمد و ثنا اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے بعد اور سیدنا صدیق اکبرؓ کا ذکر خیر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ میں ایک خواب دیکھا ہے۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ میری موت قریب ہے۔ وہ اس طرح ہے۔ کہ ایک سرخ مرغا ہے۔ اس نے میرے شکم میں دو تین مرتبہ ٹھونگے لگائے ہیں۔ اس خواب کو میں نے اسماء بنت عمیسؓ زوجہ حضرت علیؓ کے پاس بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو عجم کا ایک آدمی قتل کرے گا۔ روایت بہت لمبی ہے یہاں تک راوی حدیث کہتا ہے۔ فخطب الناس یوم الجمعۃ واصیب یوم الاربعاء یعنی سیدنا فاروق اعظمؓ یوم الجمعہ کو خطبہ دیا اور بدھ کے دن شہید کر دیئے گئے۔ مسند امام احمد ص۵۱ ج۱ مطبوعہ مصر۔

الزہری کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ میں حضرت فاروق اعظمؓ نے نوجوانوں پر پابندی عائد کر دی تھی۔ ایک دفعہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ حاکم کوفہ نے دربار خلافت میں پیغام بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو ایک نوجوان جو نجاری۔ نقاشی۔ آہنگری کا کام کرتا ہے۔ مدینہ میں بھیجا جائے مدینہ منورہ میں اس کی آمد سے بہت فوائد ہوں گے۔ حضرت نے اجازت مرحمت فرمائی۔ غرضیکہ وہ نوجوان فیروز نامی دربار خلافت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے آقا حضرت مغیرہ بن شعبہ نے مجھ پر بہت بھاری محصول مقرر کیا ہے۔ آپ کم کرا دیجئے حضرت عمرؓ کے رقم کی مقدار پوچھی تو کہنے لگا کہ روزانہ درہم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کیا کام کرتا ہے کہنے لگا نجاری۔ نقاشی۔ آہنگری۔ فرمایا کہ ان صنعتوں کے مقابلہ میں رقم کوئی زیادہ نہیں، تو یہ نوجوان غیر مسلم پیچ و تاب کھاتا ہوا واپس لوٹ گیا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت عمرؓ نے اسے بلا کر فرمایا کہ مجھے بھی ایک چکی بنا دو۔ جس سے بیت المال کے دانے پیسا کروں گا۔ تو اس غلام نے ترش رو ہو کر غصہ کے انداز میں کہ کہ تجھے ایسی چکی بنا دوں گا۔ جسے لوگ یاد رکھیں گے۔ یہ کہہ کر چلا گیا حضرت نے فرمایا کہ نوجوان مجھے قتل کی دھمکی دے گیا۔ ملخص از تاریخ الخلفاء ص۱۵۱

دوسرے دن وہی فیروز نامی ابو لؤلؤ مجوسی ہاتھ میں دو رخی دو دھاری خنجر لئے ہوئے رات کی تاریکی میں مسجد کے ایک کونہ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب صفیں سیدھی ہو گئیں تو حضرت فاروق اعظمؓ مصلے پر تشریف لائے اور جونہی نماز شروع کی فیروز نے دفعتہً گھات میں سے نکل کر چھ وار کئے جن میں سے ایک ناف کے نیچے پڑا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر مصلے پر کھڑا کر دیا اور خود گر پڑے۔ الفاروق ص۲۳۱۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے دو چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر جلدی سے نماز ختم کی۔ اور امیر المومنینؓ کو گھر میں لایا گیا (ابو لؤلؤ نے حضرت عمرؓ کے علاوہ اور بارہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں چھ حضرات نے اسی وقت جام شہادت نوش کیا) آپ کو انگور کا افشردہ (نبیذ) پلایا گیا جو پیٹ کے راستہ باہر آگیا۔ پھر دودھ پلایا گیا وہ بھی زخموں کے راستہ خارج ہو گیا عمرو بن میمونؓ کا بیان ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے۔ میری شہادت کسی مسلمان کے ہاتھ سے نہیں ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن سے فرمایا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ عمرؓ کی تمنا یہ ہے۔ کہ اپنے دونوں رفیقوں کے ساتھ دفن ہوں جب ابن عمرؓ نے تدفین کی درخواست ام المومنین کی خدمت میں پیش کی تو ام المومنینؓ نے فرمایا کہ آج تک یہ جگہ اپنے لئے محفوظ کی ہوئی تھی۔ لیکن امیر المومنین کی خواہش کو ترجیح دیتی ہوں۔ جب ابن عمرؓ واپس جا کر اجازت کی خوشخبری سنائی تو فرمایا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ ملخص تاریخ الخلفاء ص۱۵۱ =

انتخاب خلافت

اس وقت اسلام کے حق میں سب سے زیادہ اہم کام انتخاب خلیفہ تھا۔ تمام صحابہ کرام بار بار درخواست کرتے تھے کہ آپ اس مہم کو طے کر جائیں۔ تمام صحابہ کرام میں سے اس وقت چھ شخص ایسے تھے جن پر انتخاب کی نگاہ پڑ سکتی تھی۔ حضرت عثمان۔ علی۔ زبیر۔ طلحہ۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔ ارشاد فرمایا کہ ان چھ بزرگوں میں سے جس ہستی پر اتفاق رائے ہو جائے۔ اس کو مسلمانوں کا خلیفہ اور امیر المومنین تسلیم کر لیا جائے اور یہ فیصلہ تین روز کے اندر مکمل کیا جائے ان چھ حضرات کے انتخاب کی حکمت و مصلحت خود ہی ارشاد فرما دی۔

چنانچہ مسند حمیدی وغیرہ میں مذکور ہے وانی قد جعلت ھذا الامر بعدی الی ھٰؤلاء الستۃ الذین قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض وھم عثمان وعلی وزبیر وطلحہ وعبدالرحمن عوف

سعد بن ابی وقاصؓ فمن استخلف فھو الخلیفۃ۔ بخاری شریف ص۵۲۴ ج۱۔ مسند امام احمد ص۲۰ ج۱ وغیرہ

وجہ انتخاب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات سے رضامند ہو کر اس عالم سے رخصت ہوئے یعنی یہ حضرات عشرہ مبشرہ میں ہیں جن کے بارہ میں حضور صلعم نے جنت کی خوشخبری سنائی تھی۔

بعض روایات میں منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے آخری وصایا جہاں فرمائیں تو وہاں ان حضرات ستہ (چھ) کو قسم دلا کر تقویٰ کی اور عدل و انصاف کی تاکید فرمائی۔ العاد بینھم بحوالہ بلاذری

۲۶ ذو الحجہ کو آپ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو عدل و حریت کا تاجدار سرور کائنات صلعم کا رفیق خاص علی مرتضیٰ کا داماد لاکھوں مربع میل کی مملکت کا فرماں روا اس دنیاء فانی سے کوچ کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد صحابہ کرام کی کیفیت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب انتقال فرما گئے۔ تو تمام اہل اسلام پر رنج و الم کے بادل چھا گئے صحابہ کرام مضطرب و بے چین تھے حضرت علیؓ نے اس وقت فرط و عقیدت اور جذبات محبت کا اظہار اس طرح فرمایا امنہ قال العمرؓ وھو مسجی ما احد احب الی ان القی اللہ تعالی بمثل صحیفتہ من ھذا المسجی۔ کتاب الآثار ص۲۱۵ رقم ۹۵۲ کتاب الآثار امام محمدؒ میں ہے۔ جاء علیؓ بن ابی طالبؓ الی عمر بن الخطابؓ حین طعن فقال رحمک اللہ فی ائمۃ مافی الارض احدٌ کنت القی اللہ تعالی بصحیفتہ احب الی منک۔ کتاب الآثار ص۱۷۴۔ منقول از رحماء بینھم ص۲۸۵۔ حاصل مضمون یہ ہے کہ صاحبینؒ امام ابو حنیفہؒ اور وہ امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بوقت وفات عمرؓ فرمایا کہ اس کفن پوش سے بہترین میرے نزدیک کوئی شخص نہیں ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوں جیسا کہ اس کا اعمال نامہ ہے میرا بھی ویسا ہی ہو۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا حضرت عمرؓ کا علم ایک پلڑے میں رکھا جائے اور باقی دنیا کا علم دوسرے پلڑے میں تو آپ کا علم دوسرے لوگوں کی نسبت بھاری رہے گا کیونکہ آپ کا علم نوے فی صد تھا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ۔ نے فرمایا بخدا حضرت عمرؓ سبک فہم اور ذودبین شخصیت تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام آدمیوں کا علم حضرت عمرؓ کے علم میں پنہاں ہے نیز فرمایا خدا کی قسم حضرت عمرؓ وہ شخصیت تھے جنہوں نے راہ الہی میں مشرکین کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔

علاوہ ازیں صحابہ کرام کے اقوال تعزیتی کلمات دیکھنے کے لئے سیرت خلفاء راشدین اور تاریخ خلفاء کو دیکھا جائے۔

بہر حال آپ یکم محرم الحرام کو فوت ہوئے۔

آپ کی نماز جنازہ - طبقات ابن سعد میں جہاں وصایا مذکور ہیں وہاں لکھا ہے۔ ثم دعا علیا فاوصاہ ثم امر صھیباً ان یصلی بالناس۔ ص۲۴۹ ج۳ یعنی آپ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رومیؓ نے پڑھائی۔

اور مورخین نے لکھا ہے۔ کہ مجلس شوریٰ کے بزرگوں نے آپ کی میت قبر مبارک میں اتاری جن میں حضرت علیؓ بھی شریک تھے۔ چنانچہ ابن اثیر جزریؒ لکھتے ہیں۔ نزل فی قبرہ (عمرؓ) عثمانؓ و علیؓ و الزبیرؓ و عبد الرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن عمر۔ الکامل لابن اثیر جزری ص۳۸ ج۳۔ یعنی ان مذکورہ بالا حضرات نے قبر مبارک میں اتارا۔ اور دنیائے اسلام آفتاب عالمتاب قیامت تک کے لئے خاک میں چھپ گیا۔ آپ کی کل مدت خلافت دس برس چھ ماہ۔ چار دن۔ الفاروق ص۱۷۷۔

بقیہ: رحیم یار خان

جہاں پر چوہدری خورشید احمد صوفی سعید احمد مولانا شبیر احمد انور نے خیر مقدم کیا۔ وہاں اجلاس ہوا جس میں جماعتی تنظیم کے بارے میں مشورہ جات ہوئے۔ پھر یہ وفد سیدھا سکالڈراں پہنچا جہاں پہ مولوی عبد الحق چوہدری محمد انور، مولانا عاشق الٰہی نے خیر مقدم کیا ضلع میں تقریباً سکالڈرن ایسی شاخ ہے جہاں پہ جمعیۃ کی رکن سازی بہت تیزی سے ہو رہی ہے علاقہ کے لوگوں نے قائد وفد کو اپنے مسائل بھی پیش گئے سکالڈرن میں علاقہ کے مشہور و معروف بزرگ مولانا نور احمد صاحب اس دنیا فانی سے جدا ہو گئے ہیں ان کے پسماندگان سے وفد نے اظہار تعزیت کیا۔ فیروزہ - چک نمبر ۶۵ - خان پور۔

چھنہ بھٹہ - شوگر ملز خان محمد - بھجا رحیم یار خان مدرسہ تاج العلوم وارنی شریف - مڈ کا من - چک ۸۸ چک ۸۹ میں کارکنوں کے اجتماعات ہوئے جس میں قائد وفد مولانا غلام ربانی نے اپنے خطاب میں اسلامی نظام کے نفاذ پر زور دیا اور کہا کہ حکومت پاکستان اپنے وعدہ کا ایفاء کریں۔ مولانا غلام مصطفیٰ چوہدری نے اپنے خطاب میں کہا کہ ملک میں حالیہ حکومت کو افسر شاہی ناکام کرنے میں مصروف ہے اس لیے افسر شاہی نے اجناس کے دام بڑھا دیئے ہیں ان کا محاسبہ کیا جائے مولانا قاری حماد اللہ شفیق نے کارکنوں سے کہا وہ ترجمان اسلام کے خریدار بنیں انہوں نے کہا کہ ضلعی انتظامیہ کے سربراہ راشی افسروں پر کڑی نگرانی کریں۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی نے اجلاسوں سے خطاب کیا۔

مراسلہ نگار توجہ فرماویں

ایڈیٹر کے نام مراسلات کے صفحہ پر صرف وہی مراسلات شائع کئے جاتے ہیں جو مختصر صاف اور کاغذ ایک طرف لکھے گئے ہوں۔

دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن کی مناسبت سے

یادگار عظمتِ اسلاف

بیسویں صدی کی ایک بڑی علمی شخصیت علامہ سید سلیمان ندوی کی تھی۔ انہیں ندوۃ العلماء کا فرزند عظیم کہنا چاہیے لیکن دارالعلوم دیوبند کے دائرہ اثر سے وہ بھی باہر نہ رہے۔ وہ مولانا اشرف علی تھانویؒ سے سلسلۂ بیعت میں منسلک اور مجاز بیعت و ارشاد تھے۔ یہ مولانا تھانویؒ کا فیضانِ نظر کہئے یا مکتب دیوبند کی کرامت کہ اس تعلق بیعت کے بعد ان کے خیالات میں انقلاب عظیم پیدا ہوا۔ معراج روحانی کے اثبات میں ان کے پاس عقل و منطق کے استدلالات کی کمی نہ تھی۔ وہ روایات کا سہارا لے سکتے تھے۔ بعض صحابہؓ اور علماء و حکماء کے اختلافات سے اپنے مقدمہ کو مستحکم کر سکتے تھے لیکن ان کی روحِ سعید و قلب سلیم نے کمزور بنیادوں پر افکار کی تعمیر گوارا نہ کی اور اسی مسلک کو اختیار کیا جو دیوبند کے علمائے حق کا مسلک تھا اور مولانا تھانوی کے فیضانِ فکر و نظر نے جس کی طرف رہنمائی کی تھی۔

اسی سلسلے میں مولانا عبدالباری ندوی اور مولانا عبدالماجد دریابادی کا نام بھی آتا ہے۔ ان کی عقیدتوں اور ارادتوں کے رشتے اکابر دیوبند سے ہمیشہ استوار رہے۔ موجودہ شخصیتوں میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی نامور شخصیت ہے ان کا تعلق رائے بریلی کے اس خانوادۂ علم و عرفان سے ہے جس کے ارادت مندوں اور فیض یافتگان نے دارالعلوم دیوبند کی بنا و تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ ان کے خاندان میں علم و دین کی ایک خاص روایت رہی ہے۔ وہ خود دعوت و ارشاد کے سلسلے کی ایک اہم شخصیت ہیں۔ ان کے خاندان میں علم و دین، سیرت و اخلاق اور عرفان و تصوف کا کون سا سرمایہ نہ تھا۔ جس کے لیے وہ دوسروں کے محتاج ہوتے۔ لیکن علمائے دیوبند سے ان کی عقیدت و ارادت معلوم ہے اور علوم قرآنی میں حضرت شیخ الہندؒ کے جانشین حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی تعلیم و تربیت اور سیرت کی جھلک آنمحترم کی فکر و سیرت میں دیکھی جا سکتی ہے۔

علمی خدمات

علمی خدمات کے میدان میں بھی دیوبند اور اس کے فرزندوں نے کام ہی نہیں کیا کارنامے انجام دئے ہیں۔ یہ علمی خدمات شخصی طور پر بھی انجام دی گئی ہیں اور منظم علمی اداروں کی صورت میں بھی دارالعلوم دیوبند نے بلند پایہ اہل قلم، مصنف، شاعر صحافی اور مختلف علوم و فنون کے ماہرین پیدا کئے۔

مفسرین و مترجمین قرآن کے سلسلے میں سب سے پہلا نام حضرت شیخ الہندؒ کا آتا ہے۔ آپ کے شاگردوں میں کئی حضرات ایسے گزرے ہیں جن کا شمار بلند پایہ مفسرین میں ہوتا ہے۔ ان میں مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا احمد علی لاہوری، اور بواسطہ اشرف علی تھانوی، مولانا عبدالماجد دریابادی کا شمار بھی اسی مکتبہ فکر کے مفسرین میں کیا جانا چاہیئے۔

یہ تمام مفسرین اپنی تفسیری خصوصیات کی بنا پر مفسرین میں خاص امتیاز رکھتے ہیں، مولانا سندھی اور حضرت تھانویؒ تو گویا مستقل تفسیری دبستان کے بانی ہوئے ہیں۔

عام اہل قلم میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ وغیرہ ایسے اصحاب علم و اہل قلم ہیں جنہوں نے اپنے افکار اور تحقیقات سے اردو کے دینی و تاریخی لٹریچر میں بیش بہا اضافہ کیا ہے۔ صحافیوں میں مولانا شائق احمد عثمانی (ایڈیٹر عصر جدید۔ کلکتہ) اور مولانا محمد عثمان فارقلیط (ایڈیٹر الجمعیۃ دہلی) اور شاعروں کی صف میں مولانا تاجور نجیب آبادی کے سے نامور صحافی اور شاعر گزرے ہیں۔ لاہور کے زمانہ قیام میں مولانا تاجور نجیب آبادی کی معرکہ آرائیاں تاریخ ادب اردو کا نہایت دلچسپ باب ہیں۔ مصلحینِ امت میں مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ محققین و مفکرین اور محافظین ناموسِ رسالت میں مولانا انور شاہ کاشمیری علیہ الرحمہ کی سی نابغہ روزگار شخصیات گزری ہیں۔ مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی مرحومین ملک کے نامور خطیب ہوئے ہیں۔ قاری محمد طیب صاحب کا شمار بھی پاک و ہند کے بلند پایہ خطیبوں میں ہوتا ہے۔

علمی و مجلاتی صحافت کے میدان میں تو دیوبند کی خدمات کا پیمانہ بہت ہی بلند رہا ہے الرشید القاسم، دارالعلوم وغیرہ رسائل تو دیوبند سے جاری ہوئے اس کے فرزندوں نے ملک کے طول و عرض میں اردو، عربی وغیرہ کے جو رسائل نکالے ان کی فہرست مرتب کرنے کی طرف ابھی شاید کسی نے توجہ نہیں کی۔ دیوبند کی خدمات کا یہ ایک اہم پہلو ہے۔ رسائل و جرائد کے ذریعے وقت کے اہم دینی، معاشی، سیاسی مسائل پر نہایت بلند پایہ لٹریچر فراہم ہوا۔ بلند پایہ علمی، تاریخی اور تحقیقی مقالات لکھے گئے، تہذیب و ثقافت اور دورِ جدید کے بے شمار مسائل پر فکر انگیز مضامین کا ذخیرہ فراہم ہوا۔

آج بھی ہندوستان پاکستان میں اگر بلند ترین علمی و تحقیقی اور دینی مجلات کی ایک مختصر فہرست تیار کی جائے تو سرِ فہرست نام برہان دہلی، الحق اکوڑہ خٹک اور بینات و البلاغ کراچی ہوں گے۔

علمی و تحقیقی اداروں کا قیام

دارالعلوم دیوبند میں اور اس کے باہر اس کے فرزندوں نے حالاتِ وقت کے مطابق بلند پایہ علمی و تحقیقی ادارے بھی قائم کئے اور اب تو تقریباً تمام دینی مدارس میں تحقیق اور تصنیف و تالیف اور مجلات کے مستقل شعبے قائم ہو چکے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کی بے شمار اور اہم خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے فارغ التحصیل ایسی ذہنی و فکری تربیت سے آراستہ ہوتے ہیں، جو کسی راہ میں صرف مقلدانہ گام فرسائی پہ اکتفاء نہیں کرتے بلکہ حالات و وقت کے مطابق اپنی راہ آپ پیدا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حالات و وقت کا جوں جوں تقاضا ہوا علمی ادارے بھی قائم ہوتے گئے اور رسائل و جرائد کا اجراء بھی عمل میں آتا گیا اور اس کے فرزند علم و عمل کے مختلف میدانوں میں ملت کی خدمت کی راہیں خود تلاش کرتے گئے۔ دارالعلوم کے اندر تصنیف و تالیف کے شعبہ کے علاوہ کئی اکیڈمیاں قائم ہیں۔ ان میں سے ایک "مجلس معارف القرآن" ہے دارالعلوم سے باہر ندوۃ المصنفین (دہلی) دارالعلوم کے فرزندوں کا کارنامہ ہے۔ مجلس علمی ڈابھیل (حال کراچی) اسی سلسلے کے تحقیق اور تصنیف و تالیف کا ذوق رکھنے والوں نے قائم کی انجمن خدام الدین اپنے تمام شعبوں کے ساتھ حضرت شیخ الہندؒ کے عظیم شاگرد مولانا احمد علی لاہوری کے دینی و ملی خدمت گزاری کے جذبات کی آئینہ دار ہے۔ بیت الحکمت کے نام سے مولانا عبیداللہ سندھی نے ایک ادارہ قائم کیا تھا جس کا مرکز دہلی اور اس کی شاخیں کراچی، پیر جھنڈا، خان پور، لاہور میں قائم کیں۔ ان کے تحت بعض اہم تصانیف شائع ہوئیں۔ ان کے علاوہ تبلیغی و اشاعتی ادارے ہیں جن کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔

بحیثیت مجموعی علوم و معارف دینی میں تو دارالعلوم کو خاص امتیاز حاصل ہی تھا۔ دیگر علوم و فنون کے مختلف میدانوں میں بھی انہوں نے نمایاں مقام حاصل کیا۔ قرآن کے متعلق مختلف علوم میں، حدیث کے مختلف میدانوں میں، فقہ میں، علوم نقلیہ وغیرہ علوم دینی میں مقلدانہ اور نقل و اقتباس کی خصوصیات ہی کی بنا پر نہیں بلکہ مجتہدانہ نظر و بصیرت کی بنا پر بھی ان کے امتیاز و اختصاص کو دینی و علمی حلقوں میں تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ امتیاز دیوبند کی تاریخ ماضی ہی کا نہیں بلکہ آج تک اس کا یہ امتیاز قائم ہے۔

سیاسی خدمات

اکابر دارالعلوم نے ہمیشہ اور ہر دور میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود، ملت کے قیام میں کوشش کی آزادی اور ترقی کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور خواہ مسلمانوں کے مصالح ہوں یا تمام برادرانِ کے مشترکہ مفاد کی جدوجہد ہو، انہوں نے کبھی ملت کی بہی خواہی اور خدمتِ خلق کے کاموں میں اپنے آپ کو کسی سے پیچھے نہیں رکھا۔ ملک کی آزادی کی جدوجہد میں وہ کسی دوسری جماعت کے نہ مقلد تھے نہ پیرو۔ تحریک اصلاح و جہاد کے زمانے سے ان کے بزرگوں نے قیام ملت اور ملک اور تمام برادرانِ وطن کی آزادی اور فلاح و بہبود کا جو نصب العین اپنے سامنے رکھا تھا وہ اسی کی طرف بڑھ رہے تھے ان میں اپنوں اور بیگانوں سے اختلاف و اتحاد کے مرحلے پیش آتے رہے لیکن انہوں نے نہ کسی پر بھروسہ کیا نہ کسی کا انتظار وہ تمام باتوں سے بے نیاز آگے بڑھتے رہے ہندوستان پاکستان کی جنگِ آزادی کے ابتدائی دور سے لے کر آج تک ان کے سامنے تحریک خلافت تحریکِ ترکِ موالات تحریک جہاد، تحریک ہجرت، تحریک پاکستان اور تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کے اوقاف، تاریخ و ثقافت کے آثار، تعلیم، اردو اور مسئلہ زبان مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی اور ان کے حقوق کی جدوجہد کے بے شمار مسائل پیدا ہوئے پاکستان میں تحریکِ ختم نبوت اور جمہوریت کے قیام اور اسلامی دستور کے نفاذ کی تحریکات نیز مسلمانوں کی اصلاح، تہذیب اخلاق، اشاعتِ تعلیم، وغیرہ تحریکات تھیں ان میں دارالعلوم کے فرزندوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حالات و وقت کے مطابق انہوں نے تمام تحریکات و مسائل میں دین کی تعلیمات حقہ کے مطابق مسلمانوں کی بہترین رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔

۱۳۲۷ھ (۱۹۰۹ء) جمعیۃ الانصار دیوبند اور ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علمائے ہند کے آغاز کے قیام سے ملک کی آزادی کی جدوجہد میں منظم طور پر حصہ لیا۔ اکابر کی ایک جماعت نے جمعیۃ علمائے اسلام کے قیام سے ایک دوسرے انداز سے ملک کی آزادی کی جدوجہد میں حصہ لینا شروع کیا اور تحریکِ پاکستان کو تقویت دی۔ آزادی کی راہ میں ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں قید و بند کی سختیاں جھیلیں، مال و متاع کا نقصان برداشت کیا۔ تجارت و ملازمت کو اس راستے میں قربان کر دیا اور اس جماعت کے ایک ایک فرد نے اتنی قید و بند اور اتنا نقصان برداشت کیا کہ مسلم لیگ کے تمام رہنماؤں نے مجموعی طور پر بھی نہ اتنی قید کاٹی ہوگی نہ اتنا نقصان برداشت کیا ہوگا۔ صرف ایک شخص مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے چوبیس سال جلاوطنی کی زندگی کے مصائب برداشت کئے۔

دارالعلوم دیوبند نے اپنے وابستگان سے مجاہدینِ حریت کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس جماعت میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ہیں، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ہیں، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ہیں، اسی جماعت میں حضرت شیخ الہندؒ کی ذات والا صفات نظر آتی ہے، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ ہیں۔ جان نثار اسلام مولانا عزیز گل ہیں۔ امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی ہیں، فقیہ امت حضرت مولانا مفتی اعظم کفایت اللہ ہیں، مجاہد فی سبیل اللہ مولانا محمد میاں منصور انصاری ہیں۔ عازمِ حق مولانا محمد صادق (کراچی) ہیں، اس زنجیر کی آخری کڑیاں بھی ابتدائی کڑیوں سے کچھ کم اہم اور کم شاندار نہ تھیں۔ ان میں سے ایک کڑی مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کی سیرت میں ڈھل کر ہمیشہ کے لیے تابندہ و زندہ جاوید ہو گئی تھی حضرت سیوہاروی کی ذات ستودہ صفات بارش کا آخری قطرہ تھی جو ملت کے نخلِ امید کو زندہ و تازہ کر گیا۔ انہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی جو خدمت کی اور ان کے حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے جو مجاہدانہ کردار ادا کیا وہ ہمیشہ یاد رہے گا۔ اگر اس کے بعد بھی ملتِ مسلمہ کا وجود باقی اور اس کی رہنمائی کی ضرورت موجود ہے۔ تو ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ دارالعلوم کے اخلاف میں بھی ایسی نابغہ اور صاحب عزیمت شخصیتیں ضرور پیدا ہوں گی جو ملت کی کشتی کو بھنور سے نکالیں گی اور اس کے مسافر ساحلِ امید کو پالیں گے۔

ادبی ولسانی خدمات

اُردو زبان کے باب میں بھی اکابر دیوبند کی خدمت کا پیمانہ نہایت بلند رہا اُردو کو آسان بنانے، بول چال کی زبان سے اسے ہم آہنگ کرنے اور ایک علمی زبان کا رتبہ دینے میں سر سید کی خدمات کا صور کچھ اس بلند آہنگی سے پھونکا گیا ہے۔ کہ لوگ یہی سمجھ بیٹھے کہ اس تحریک کے قافلہ سالار سر سیّد ہیں لیکن ان بے خبروں کو معلوم نہیں کہ تاریخ کی شہادت اس سے مختلف ہے۔ سر سیّد کی پیدائش کا سال ۱۸۱۷ء ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین کا سالِ وفات بھی یہی ہے۔ شاہ عبدالقادر کا انتقال اس سے تین سال قبل یعنی ۱۸۱۴ء میں ہو چکا تھا ان ہر دو ابنائے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی فرد خدمات میں ترجمۂ قرآن بہت نمایاں ہے۔

شاہ رفیع الدین کے ترجمے کی اوّلیت اور حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمے کی سلاست اور با محاورہ وٹکسالی زبان میں ہونے کی شہادت سر سیّد نے خود دی ہے اور بابائے اُردو مولوی عبدالحق تک اُردو کے تمام مورخین اور تذکرہ نگاروں نے ان کے ترجمے کے ادبی ولسانی محاسن کا اعتراف کیا ہے۔ بلاشبہ یہ وہ حضرات تھے جن کی خدماتؔ کو دارالعلوم دیوبند کی خدمات کے زمرے میں محسوب نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ وہ اسلاف تھے جن کی وراثت علمی و دینی کا وارثِ اوّل اگر کوئی ہے تو وہ دارالعلوم دیوبند ہے۔ ان اصحاب کے بعد مولانا عبدالحی اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کا دَور آتا ہے یہ زمانہ سر سید کی خورد سالی کا تھا۔ ان حضرات کی خدمات کا غلغلہ بلند تھا۔ اور دہلی کی ٹکسالی اور با محاورہ اُردو میں ان کی عظیم الشان کتاب "تقویت الایمان" منصۂ شہود پر آچکی تھی۔ سر سیّد نے حضرت شاہ صاحب کی تقریروں کے مطالب سے اپنے دامن فکر ونظر کو بھرا تھا۔ بلاشبہ حضرت شاہ صاحب بھی بانیانِ دارالعلوم میں نہ تھے لیکن اس ابراہیم وقت کی میراث فکر وسیرت تو اکابرِ دیوبند ہی کے حصے میں آئی نہ کہ سر سیّد کے وارث ہوئے۔ لیکن اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ حضرت قاسم العلوم مولانا محمد قاسم نانوتویؒ قطب وقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تو دارالعلوم کے بانیوں میں سے تھے۔ یہ حضرات اس وقت با محاورہ، بول چال کی زبان اور آسان و عام فہم اردو میں اپنی متعدد کتب و تصانیف تالیف فرما چکے تھے جب بانی علی گڑھ سر سیّد احمد خان، صہؔبائی مرحوم سے مقفیٰ مسجع زبان لکھنے کی تربیت حاصل کر رہے تھے۔ حضرت قاسم نانوتویؒ کی تالیف رسالہ حجۃ الاسلام، تقریر دل پذیر مجموعہ رسائل قاسم العلوم وغیرہ حضرت امداد اللہ کی تصانیف غذائے روح، ضیا القلوب، تحفۃ العشاق، فیصلہ ہفت مسائل اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی تصانیف کا تعلق خاص سر سیّد کے عہد سے تھا یہ حضرات بانیان دارالعلوم تھے۔ ان تصانیف کے ادبی محاسن اور لسانی خصائص کی طرف کم توجہ کی گئی ہے، لیکن ان کا دائرہ اس سے بہت وسیع ہے جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے ان کی ادبی اور لسانی خدمات کا دور اس وقت سے شروع ہوتا ہے۔ جب سر سیّد کتمان عدم سے وجود میں بھی نہ آئے تھے، ان کی خدمات کا یہ سلسلہ اس وقت بھی جاری تھا جب انکے دودھ کے دانت بھی نہ اکھڑے تھے۔ وہ یہ خدمت اس وقت بھی اپنے "قلم سے انجام دے رہے تھے جب سر سید اپنی تحریر و تالیف میں صہبائی کی نظر و کاوش" کے رہین منت تھے اور یہ خدمت انہوں نے اس وقت بھی انجام دی جب سر سید انگریزی حکومت کی برکتیں اور برٹش حکومت کے قیام اور استحکام کے لیے" اپنی مدد آپ" قسم کے مضامین لکھ رہے تھے۔ اور دیوبند کی یہ خدمت اس وقت بھی جاری رہی جب اُردو ادب کے عناصر خمسہ میں اختلال پیدا ہو گیا۔ اور اور رفتہ رفتہ منتشر ہو گئے۔ سر سیّد اس جہان سے رخصت ہو گئے اور ان کا کوئی جانشین پیدا نہ ہو سکا نذیر احمد، شبلی، محمد حسین آزاد، دوسرے دائروں سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے سر سید کی تحریک کی طرف پلٹ کر نہ دیکھا۔ حالی بلاشبہ اپنی وفا داری میں استوار رہے لیکن ان کے جانشینوں نے ادب میں اپنی راہ آپ بنائی۔ بہر حال سر سید نے زبان و ادب کی جو عظیم الشان خدمات انجام دیں اس سے انکار نہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اولیّت کا سہرا اس میدان میں بھی اربابِ دیوبند کے سر ہے۔

بقیہ: سلسلہ وار ڈائری

سوئی گیس گزرتی ہے اس محلہ کو سوئی گیس نہیں دی گئی۔ اور آدھے شہر میں ابھی سوئی گیس نہیں پہنچی اور اس کی سپلائی روک دی گئی ہے۔ شہر میں لائٹ کا کوئی انتظام نہیں اور جب یہاں بارش ہو جائے سڑکیں اس قدر خراب ہیں کہ آدمی یہاں سے گزر نہیں سکتا۔ شہر کے ارد گرد جو ہڑ ہیں اس سے شہر کو بڑی مشکل کا سامنا ہے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر آفتاب احمد مرزائی ہے زبردست راشی اور بدعنوان ہے عوام کا مطالبہ ہے اس کو فوری معطل کیا جائے شیخوپورہ میں جو جوہڑ ہیں ان کو بھرا جائے شیخوپورہ سے جنڈیالہ جو شیر خاں روڈ پر جو بسیں جاتی ہیں ان کے روٹ تبدیل کئے جائیں کیونکہ یہ شہر کے بالکل درمیان سے گزر کے جاتی ہیں یہ شہر کے عوامی مسائل ہیں انکی طرف حکومت فوری توجہ دے۔

__شاہ کوٹ__ کے مسائل کا ذکر کرتے ہوئے انجمن تحفظ حقوق شہریاں کے صدر مولانا عبداللطیف شاہ کوٹی نے کہا کہ یہاں کالج کی حالت ناگفتہ بہ ہے عمارت بالکل خراب ہو چکی ہے اور کالج کی عمارت کے لیے علیحدہ جگہ منظور ہو چکی ہے لیکن اب تک اس کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا اس کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے شاہ کوٹ ہسپتال کو تحصیل ہسپتال کا درجہ دیا جائے کیونکہ شاہ کوٹ کے قریب قریب بہت زیادہ آبادی ہے اور سوئی گیس یہاں بالکل شہر کے قریب سے گزرتی ہے لیکن شاہ کوٹ کے عوام کو اس سے محروم رکھا گیا ہے۔ پورے شہر کے عوام کا مطالبہ ہے کہ شہر کو فوراً سوئی گیس سپلائی کی جائے۔ حالانکہ گریڈ اسٹیشن یہاں قائم ہے لیکن اس کے باوجود شاہ کوٹ کو سوئی گیس نہیں دی گئی۔

__چوہڑ کانہ__ کے مسائل کے بارے میں مولانا محمد یعقوب ربّانی اور مولوی محمد اسلم نے بتایا کہ یہاں کالج بنایا جائے کیونکہ طلباء کو تعلیم کے حصول کے لیے شیخوپورہ جانا پڑتا ہے اور کالج یہاں کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور اس سے طلباء کو بڑی پریشانی ہے۔ شفاخانہ حیوانات بنایا جائے۔ واٹر سپلائی سکیم کے تحت یہاں جو ٹینکی بنائی گئی ہے اس کا پریشر کم ہے عوام کا مطالبہ ہے کہ ایک ٹینکی اور بنائی جائے تاکہ شہریوں کی مشکلات میں کمی واقع ہو۔

__مریدکے منڈی__ یہاں سیمنٹ بالکل نایاب ہے شہریوں کو اس سے بڑی پریشانی ہے اس کے ساتھ ہی یہاں قبرستان کیلئے کوئی جگہ نہیں عوام کا مطالبہ ہے کہ حکومت قبرستان کے لیے کوئی جگہ دے اسی طرح کے مسائل دیگر جگہوں کے ہیں۔ یہ ضلع شیخوپورہ کے عوامی مسائل ہیں حکومت انکی طرف فوری توجہ دے تاکہ لوگوں کی مشکلات حل ہو سکیں۔

عبد الصمد صارم الازہری

ہر ایک نفس میں وہ موجود ہے

جس طرح پتھر کے اندر آگ چھپی ہوتی ہے اور ضرب لگانے یا توڑنے سے نکل آتی ہے اسی طرح مولیٰ ہر ایک نفس کے اندر موجود ہیں، ضرب لگاؤ یا نفس کو توڑ ڈالو تو ان کا ظہور ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا پروردگار! میں آپ تک کیسے پہنچ سکتا ہوں؟ فرمایا اترک نفسک وتعال اپنے نفس کو چھوڑ دے اور چلا آ۔ صوفیہ فاخلع نعلیک کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مراد یہ ہے دین و دنیا دونوں کو تج دے یعنی دونوں کی طلب سے بے نیاز ہو جا، بس صرف ہمیں ہی مقصود بنا اسی معنی کو کسی صوفی نے یوں باندھا ہے

ہیچ باکے من ندارم کہ دارم ایں کلاہ چار ترک
ترک دنیا، ترکِ عقبیٰ، ترک مولیٰ، ترکِ ترک

اُردو کے ایک شاعر نے اس معنی کو اس طرح لیا ہے

ہر چند سبک دست ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگِ گراں اور

یہی رموزِ بے خودی ہیں اور یہی انا کے فنا کرنے کا مطلب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اعدی عدوک نفسک التی بلین جنبیک۔ تیرا سب سے بڑا دشمن وہ نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ یہ دل جو شریر ہو کر نفسِ امارّہ بن جاتا ہے یہی وصالِ حق سے مانع ہے اسے توڑ ڈالو تو پھر یہ نفس لوامہ اور پھر نفس مطمئنہ بن کر حقیقتہ الحقائق تک پہنچا دیتا ہے مگر اس کا توڑنا آسان کام نہیں، انسان دوسروں کے خلاف تلوار اٹھا سکتا ہے اپنے گلے پر چھری پھیرنا بڑا ہی مشکل ہے پھر یہ کہ ہر وقت چھری چلاتے ہی رہنا کار بے دارد۔ تلوار کی باڑھ پر چلنا آسان ہے مگر ہر وقت اپنے آپ سے برسرِ پیکار رہنا بڑا ہی مشکل ہے اور یہی وہ پل صراط ہے جو تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہے، جو کٹ گیا جہنم رسید ہوا اور جو پار کر گیا خدا رسیدہ ہوا اور لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون کے زمرے میں داخل ہوا۔

مولیٰ تعالےٰ ہر شخص کے دل میں جلوہ فگن ہیں اسے توڑ پھوڑ ڈالو تو ان کا ظہور ہو جاتا ہے، اسی معنی کو اقبال نے بیان کیا ہے۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

بغیر اس پر ضرب لگائے کام نہیں بنتا ضرب ......بھی معمولی نہیں ضرب کلیمی و حیدری درکار ہوتی ہے تب ہی اسرارِ خودی و رموزِ بے خودی کھلتے ہیں۔

پتھر میں کہیں آگ دکھائی دیتی ہے، لوہے میں کہیں آگ نظر آتی ہے مگر رات دن کا مشاہدہ ہے کہ ان میں آگ ہے اگر کوئی انسان ان میں کبھی آگ کا مشاہدہ نہ کر پاتا اور کوئی شخص یہ کہتا کہ ان میں آگ ہے تو لوگ اس کا مذاق اڑاتے، اسے بے وقوف بناتے اور اس پر ہنستے مگر چونکہ لوگوں نے ان میں آگ دیکھ لی ہے لہٰذا کسی کو انکار کی جراءت نہیں ہوتی اسی طرح اہل اللہ نے دیکھ لیا ہے کہ وہ ہر دل میں موجود ہے، اگر کوئی شخص اس بات سے انکار کرتا ہے تو تجربہ کر کے دیکھ لے، بہت جلد سے اپنے دل میں جلوہ گر پائے گا نحن اقرب الیہ من حبل الورید کا یہی مطلب ہے اور اسی لیے یہ کہا گیا ہے

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است

دیکھنے والے دیکھتے ہیں، آنکھوں والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

تھوڑا بہت کچھ نہ کچھ ہر دل سے ان کا تعلق ہے خواہ وہ منکرِ خدا کا دل ہی کیوں نہ ہو مگر جب اس کو اچھی طرح برباد کر دیا جاتا ہے تو یہ گھر ان سے آباد ہو جاتا ہے اور ان کا مسکن بن جاتا ہے کیا کیا جائے

حسینانِ جہاں اجڑی ہوئی منزل میں رہتے ہیں
جسے برباد کرتے ہیں اسی کے دل میں رہتے ہیں

وحدۃ الوجود کے مسلک پر تو یہ بات بآسانی سمجھ میں آجاتی ہے، رہے وحدۃ الشہود والے سو وہ بھی انکار نہیں کر سکتے، ان کے علاوہ بھی کسی کا کوئی بھی مسلک ہو وہ بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ اگر انکار کرتا ہے تو ہم کہیں گے تجربہ کر کے دیکھ لو۔

قصۂ دار و رسن سرخیٔ افسانۂ دل
التجائے ارنی بازیِ طفلانۂ دل

یا رب اس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی
جادۂ راہ بقا ہے خط پیمانۂ دل

اور پھر کہنا پڑتا ہے

کس کی منزل ہے الٰہی مرا کاشانۂ دل

اور منکر سے کہا جاتا ہے

ارے کم بخت تونے پی ہی نہیں

راہ عشق سب سے مختصر ہے۔ کیونکہ یہ آناً فاناً سب کچھ جلا کر رکھ دیتا ہے۔

عظمت مسجد و محراب مسلّم واعظ
لیکن انسان بنا کرتے ہیں میخانے میں

مئے عشق کے کیا کہنے!

صد سالہ دورِ چرخ تھا ساغر کا ایک جام
نکلے جو میکدے سے تو دنیا بدل گئے

پاک صاف الیی کہ جس نے پی فرشتہ بن گیا
زاہد یہ جو کے دامن میں ہے چھائی ہوئی

ایک مدھ بھری آنکھوں سے پیا تھا اک جام
آج تک ہوش نہیں ہوش نہیں ہوش نہیں

اک تیری آنکھوں کا ساغر، اک تیرے ہونٹوں کا جام
یہ میسر ہو تو جنت کو بھی ٹھکراتا ہوں میں

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ

جس طرف گئے ہزاروں کو دیندار بنا گئے،

شہید فی سبیل اللہ مجاہد اعظم حضرت مولانا اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ جن کے ساتھ ایک گروہ کو عداوت بھی ہے اور حسد بھی، بغض بھی ہے اور کینہ بھی اور جن کی تکفیر کے لیے اس گروہ کے ہر فرد کو اس قدر خوشی ہوتی ہے کہ شاید ہزاروں کفار حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں تو ان کو اتنا مسرت نہیں ہوگی نہ جانے تکفیر مسلم میں اس گروہ کو اتنی غیر معمولی طور پہ دلچسپی کیوں ہے شاید ہی کوئی خدا کا بندہ ان کی تکفیری مشین گن سے محفوظ ہو گیا ہو چنانچہ روایت ہے کہ اسی شغل کفر کی تصدیق کے لیے مولوی فضل رسول بدایونی لکھنؤ کے ایک بڑے جید عالم کے پاس گئے اور شہید فی سبیل اللہ مرحوم کے خلاف اپنی تحریر سنائی جس میں حضرت مولانا شہیدؒ پر کفر کا فتویٰ صادر تھا پھر اس پر اللہ کے نیک بندے سے تصدیق چاہی اتنے میں نماز کھڑی ہو گئی حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ پہلے نماز پڑھ لیں اس مولوی کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ مولانا صاحب مرحوم اور مولوی بدایونی تو نماز ادا کرنے کے لیے چلے گئے مگر وہ آدمی وہاں بیٹھا تھا بیٹھا رہا حضرت مولانا صاحبؒ نے واپسی پر دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟ مولوی فضل رسول بدایونی نے جواباً کہا کہ حضرت یہ میرا ساتھی ہے تو مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ نماز کی برکت سے مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی ہے وہ یہ کہ یہ آدمی تمہارا عزیز ہے اور اتنی مدت سے تمہارے ساتھ بھی ہے مگر اس کے باوجود تم اس کو مسلمان (نمازی) بھی نہ بنا سکے اور مولوی اسماعیلؒ جس طرف کو نکل گیا ہے وہ "ہزاروں کو دیندار بنا گیا ہے" جن سے آج تک فرضی نماز کے علاوہ تہجد کی نماز بھی قضا نہیں ہوتی بس قابل تکفیر تم ہو نہ کہ مولوی اسماعیل لہٰذا تم فوراً میرے پاس سے چلے جاؤ میں اس مجاہد کے متعلق آپ کی تصدیق نہیں کر سکتا پھر وہ بے نیل و مرام (واپس ہو گئے) یہاں سے حضرت مولانا اسماعیل شہید کے خلاف یہ گروہ برہم ہو کر میدان میں اتر آیا۔

امام اللسان، رئیس القلم، رشک گاہ عالم، مجموعۂ محاسن، امام الہند حضرت مولانا احمد المکنیٰ بابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ جن کو مکہ مکرمہ میں ولادت کی عظیم سعادت نصیب ہوئی آپؒ نے سات برس کی عمر میں اپنے والدؒ کے ساتھ ہندوستان ہجرت فرمائی آپؒ کا اصل نام "محی الدین احمد" ہے آپ کی خدمات کو حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے سراہتے ہوئے فرمایا تھا کہ "ہمیں ایک نوجوان جس کو ابوالکلام کہا جاتا ہے کے زور قلم نے آزادی کا نیا لہجہ دیا ہے" اس مجموعہ صفات اور جرأت و شجاعت کے پیکر کے خلاف آئے دن عرصہ سے ایک مخصوص اخبار گھٹیا قسم کا واویلا اتہامات اور الزامات کی بوچھاڑ کر رہا ہے مگر الحمد للہ کہ قدرتی دفاع کہیں اس سے بھی زیادہ طاقتور معلوم ہوتا ہے اس مجموعۂ خوبی کے کارناموں کا دبدبہ حلیف تو کیا کرتے تھے مگر اب تو حریف بھی مان رہے ہیں ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء مولانا آزاد مرحوم کی شخصیت کی قدر جامع ہے جن کے تذکرہ کے لیے ضخیم کتب بھی عاجز ہیں ان چند حرفوں میں اس فصیح، بلیغ، خطیب، فقیہ، عارف، عابد، زاہد وَمَا سوا ذالک کی کونسی ادا دکھلائی جائے جس سے اپنی زوجۂ محترمہ مرحومہ کے جنازہ میں شرکت کے لیے گورنمنٹ برطانیہ سے درخواست کرنا اپنی شان درویشی اور خودی کے منافی سمجھا اور جب آپ کو وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا "چلو روز محشر ہی ملاقات ہو جائے گی" اللہ اکبر!

حضرت مولانا مرحوم کو اپنی مسلم قوم سے بجا طور پر گلہ بھی رہا جس کا آپ نے کئی بار اظہار فرمایا ہے ایک بار شاہجہاں کی جامع مسجد میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا آج تمہارے چہروں کا اضطراب اور دلوں کی ویرانی دیکھتا ہوں تو مجھے بے اختیار گذشتہ چند سالوں کی بھولی بسری کہانیاں یاد آ جاتی ہیں تمہیں یاد ہے نا؟ میں نے تمہیں پکارا تم نے میری زبان کاٹ لی میں نے قلم اٹھایا تم نے میرے ہاتھ قلع کر لیے میں نے چلنا چاہا تم نے میرے پاؤں کاٹ دیئے میں نے کروٹ لینا چاہی تم نے میری کمر توڑ دی اسی تقریر کے دوران پھر فرمایا تم دیکھ رہے ہو کہ جن سہاروں پر تمہیں بھروسہ تھا وہ تمہیں لاوارث سمجھ کر تقدیر کے حوالے کر گئے ہیں وہ تقدیر جو تمہارے دماغ کی لغت میں مشیت کی منشا سے مختلف مفہوم رکھتی ہے یعنی تمہارے نزدیک عام طور پر "فقدان ہمت کا نام تقدیر ہے" پھر چند دیگر حقائق بیان کرنے کے بعد فرمایا سچ پوچھو تو اب میں ایک جمود ہوں یا ایک دور افتادہ صدا جس نے وطن میں رہ کر غریب الوطنی کی زندگی گذاری ہے اس کا مطلب یہ نہیں جو مقام میں نے پہلے دن اپنے لیے چن لیا تھا وہاں میرے بال و پر کاٹ لیے گئے ہیں یا میرے آشیانہ کے لیے جگہ نہیں رہی بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "میرے دامن کو تمہاری دست درازیوں سے گلہ ہے" میرا احساس زخمی ہے اور میرے دل کو صدمہ ہے

ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ عربی نصاب کتب میں کسی تعارف کے محتاج نہیں آپؒ کے قلم سے عربی کتب کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور اپنے وقت میں وہ بڑے حق گو مجاہد تھے مروی ہے کہ آپؒ کے

وقت میں بیت اللہ شریف میں مردوں اور
عورتوں کا داخلہ ساتھ ساتھ ہوا کرتا تھا تو مُلّا
جیون مرحوم نے وہاں بھی حق کی آواز بلند کی
اور مردوں، عورتوں کو علیحدہ علیحدہ داخلہ پر مجبور کر
دیا عورتوں اور مردوں کے مخلوط داخلہ کے خلاف
حضرت مولانا اسماعیل شہید قدس سرہ نے بھی
حق کی آواز بلند کی تھی بلکہ آپؒ اور آپ کے ساتھی
تو ننگی تلواریں لے کر خانہ کعبہ پر کھڑے ہو گئے تھے
اور مشترکہ داخلہ کو بند کرا کے چھوڑا تھا احقر راقم
کو اللہ تعالٰی نے ۱۹۴۹ء میں حج کی سعادت نصیب
فرمائی اس وقت بھی داخلہ مخلوط تھا اب خدا
جانے داخلہ کی کونسی حالت ہے؟ مُلّا جیون
علیہ الرحمۃ اکثر شاہزادوں کے استاد ہیں ایک
بار دو آدمیوں نے آپ کو کہا کہ کل بادشاہ اپنا تخت
آپ کی جھونپڑی پر رکھنے والے ہیں تو آپؒ بادشاہ
پر سخت برہم اور ناراض ہو گئے آپؒ نے فوراً
بادشاہ کو بلوایا جو کہ وہ بھی آپؒ کا شاگرد ہی تھا۔
اسی کو فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کل تم اپنا تخت
میری جھونپڑی پر رکھنے والے ہو بادشاہ نے متعجب
ہو کر دریافت کیا کہ حضرت تخت ایک منجمد چیز
کا نام ہے جیسے پہاڑ اور مکان وغیرہ تو آپؒ اس
سے بھی خفا ہو کر فرمانے لگے یہ تو مجھے اچھی طرح
علم ہے کہ تخت پہاڑوں اور مکانوں ہی کی طرح
منجمد چیز کا نام ہے مگر یہ پہاڑ اور مکان وغیرہ
سب منجمد چیزیں اپنی جگہ سے حرکت کر کے دوسری
جگہ جا سکتی ہیں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ دو مسلمان
کلمہ گو کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے تو بادشاہ معافی
مانگ کر چلا گیا۔ اب ہم کلمہ گو مسلمانوں کو بھی سوچنا
چاہیے کہ ہم کبھی جھوٹ تو نہیں بولتے جس کے متعلق
اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے۔

لعنت اللہ علی الکاذبین۔

قرونِ اولیٰ کے علماء حق کی یادگار و بلند پایہ عالم
دین تحریک ریشمی رومال کے سرگرم کارکن حضرت
مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نور اللہ مرقدہٗ
جن کے حالات زندگی "تذکرۃ الخلیل" میں مطالعہ
کرتے وقت مقام خلیلؒ کی ایک واضح جھلک دیکھتے
ہی ان کے عالیہ صفات کی عظمت کا جو تعارف ہوتا
ہے تو ان کے ایک ایک کارنامے سے مقام عبدیت
اور خلیفۃ اللہ فی الارض کے کارہائے نمایاں ایک
صاف و شفاف آئینہ کی مانند دکھائی دیتے ہیں آپ
کا روحانی مقام اتنا بلند تھا کہ جب سہارنپور میں اہل
اسلام اور آریہ سماج کا ایک بڑا عدیم المثال مناظرہ
ہو رہا تھا تو وہاں ایک سادھو جو اس زمانے میں اپنے
فن کے لحاظ سے خوب ماہر تھا۔

اس کی باطنی توجہ و قوت سے اہل اسلام کا مناظر غالب
نہیں آ رہا تھا جب اس واقعہ کا علم حضرت ممدوح رح
مرحوم کو ہوا تو آپؒ فوراً میدان مناظرہ میں تشریف
لے گئے جاتے ہی اس سادھو کی طرف متوجہ
ہوئے اور اس کی تمام توجہ قوت سلب کر لی جس
کے بعد آریہ سماج بھاگ نکلے اور مناظر اسلام غالب
آ گیا مولانا مرحوم سے متعلق حضرت شیخ الشیوخ
حاجی امداد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک مکتوب
میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم میرے سلسلہ کے فخر
ہو مجھے تم بہت خوشی اور مسرت ہے اللہ تعالٰی نے
علمائے دیوبند سے جو مثالی کام لیا ہے وہ تاریخ
کا ایک زریں باب ہے۔ صحاح ستہ میں سے فیض
الباری شرح بخاری حضرت علامہ مولانا محمد انور
شاہؒ نے فتح الملہم شرح مسلم، فضل الباری شرح
بخاری شیخ الاسلام مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
نے کوکب دری شرح ترمذی الشیخ حضرت مولانا رشید
احمد صاحب گنگوہیؒ نے حاشیہ ابن ماجہ حضرت مولانا
عبدالرشید نعمانی نے عرف شذی شرح ترمذی حکیم
الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف تھانویؒ نے
اور بذل المجہود شرح ابی داؤد حضرت ممدوح مولانا
خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے لکھ کر قوم پر ایک
ایسا احسانِ عظیم فرمایا ہے کہ رہتی دنیا تک قوم
اس عظیم احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتی اللہ تعالٰی
اپنی طرف سے قوم کے ان حقیقی بہی خواہوں اور سچے
دردمند رہنماؤں کے عدیم النظیر اسلامی کارناموں کو
منظور و مقبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔ ع این
دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد حضرت مولانا ممدوحؒ
کو اگرچہ دیگر علوم فنون میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی
لیکن سب سے زیادہ شغف علم حدیث کی طرف
رہا دس سال میں آپ نے ابوداؤد کی شرح لکھی اور
وصال سے دو ماہ پیشتر اس کو مکمل کیا۔

ہر کہ خواندہ ایم و فراموش کردہ ایم
الا بحدیث یار کہ تکرار میکنیم۔ پھر آخر عمر میں آپؒ
نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی دیار رسولؐ کی سچی
محبت و عقیدت کے باعث آپ کو دیار رسولؐ میں
مدفون ہونے کی تڑپ تھی وہ قدرت نے پوری کر دی
خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالٰی عنہ
کے پہلو میں آپ کو جگہ مل گئی ع پہنچی وہیں پہ خاک جہاں
کا خمیر تھا۔ روایت ہے کہ آپؒ جب طواف کے لئے حرم
شریف میں داخل ہوئے تو عارف کامل مولانا
محب الدین صاحب علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت حاجی
صاحبؒ نے فرمایا دیکھو حرم میں کون آیا ہے
کہ ابھی حرم پورا منور ہو گیا ہے جب دیکھا تو حضرت
مولانا خلیل احمد صاحب جو کہ اسم بامسمٰی تھے طواف
میں مشغول تھے "اللہ اکبر": کتنے ظالم ہیں وہ لوگ
جو ایسے عشاق رسولؐ کو گالیاں دیتے ہیں جنکا ہر
قول و فعل اتباع سنت کا آئینہ دار ہے

ع۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

علماء دیوبند کی علمی خدمات کو جو مقام اس
کائنات میں اللہ رب العزت نے بخشا ہے وہ
تاریخ اسلام میں خصوصاً برصغیر میں اور کسی طبقہ
کو حاصل نہیں ہوا اس مادر علمی سے بحر علم
کی نہریں برِ اعظم ایشیاء کے کونے کونے میں پھیلیں
حتٰی کہ مدینہ منورہ حضرت شیخ الاسلام مولانا
حسین احمد مدنی قدس سرہٗ نے چودہ سال مسجد
نبوی میں درس حدیث دیا جس میں سات سو
علماء نے علم حدیث حاصل کیا، اب بلاواسطہ
یا بالواسطہ اس پوری کائنات میں علماء دیوبند
کثرہم اللہ تعالٰی کے تلامذہ خدمت اسلام میں
مصروف ہیں اللہ تعالٰی مقبول و مبرور فرمائے
علماء دیوبند کی علمی خدمات کو تین حصوں میں تقسیم
کیا جا سکتا ہے۔ تدریس۔ تصنیف اور تقریر الحمد للہ
کہ ان تینوں طریقوں پر علماء حق نے وہ مثالی کار
ہائے نمایاں انجام دیئے جس سے "علماء امتی کا
نبیاء بنی اسرائیل" حدیث رسولؐ کی تائید ہوئی
اور پھر جب ملک ظالم سامراج کے قبضہ میں آ گیا
اور اس ظالم نے مولویوں کی خریداری بھی شروع
کر دی تو علماء دیوبند نے "رب السجن احب الی"

"وَمَا یَکُ عوُّنی الیک" کا نعرہ لگا کر سامراج کی جیلوں کو بھر دیا اور شیخ الہندؒ کے ایک سچے اور بہادر سپاہی حضرت شیخ مدنیؒ نے فتویٰ دے دیا کہ "انگریزی فوج میں بھرتی ہونا اس کی حمایت میں لڑنا اس کی ترغیب دینا سب از روئے شریعت حرام ہے" اس کے بعد حضرت ممدوحؒ کو گرفتار کر لیا گیا اور جب حضرت الشیخ سے انگریز جج نے دریافت کیا کہ فتویٰ آپ نے دیا ہے تو حضرت شیخ نے بڑی جراءت سے جواب دیا کہ فتویٰ میں نے دیا ہے اور جب تک میری رگوں میں خون گردش کرتا رہے گا اس وقت تک اس کی اشاعت کرنا میرا نصب العین ہے اس محفل میں حضرت مولانا محمد علی جوہر مرحوم موجود تھے وہ فوراً اٹھے اور حضرت الشیخؒ کے قدم چوم لئے اور مودبانہ درخواست کی کہ حضرتؒ خدارا اپنا بیان بدل دیں ورنہ پھانسی کی سزا لازمی ہوگی جبکہ آپ کی ملک کو شدید ضرورت ہے۔ جواباً ارشاد فرمایا اے جوہر ہرگز نہیں اگر بیان بدلا تو ایمان بدل جائے گا۔ اس کے بعد کا منظر فرط عقیدت میں ڈوب گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ابھی پھانسی کا حکم ہونے والا ہے حضرت شیخ نے ایک موقع پر انگریز کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا

کھلونا سمجھ کر نہ برباد کرنا
ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں

فرنگی کی فوجوں میں حرمت کے فتوئے، سردار چڑھ کر بھی گائے ہوئے ہیں۔ شجر آزادی کو خون دے دے کر سینچا! کہ پھل اس کے پکنے کو آئے ہوئے ہیں غرضیکہ وہ ہی منظر پیدا کر دیا تھا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقدس زمانہ میں موجود تھا۔ دل ہمارے یاد عہد رفتہ سے خالی نہیں اپنے شاہوں کو یہ امت بھولنے والی نہیں۔ اسی مرکز اسلام کے ایک گل سرسبد حضرت مولانا اصغر حسین صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہٗ سے تکمیل کی پھر درس و تدریس کے فرائض انجام دینے کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کا دفتری کام آپ کے ذمہ رہا پھر جب دیوبند سے ایک رسالہ القاسم کے نام سے حضرت شیخ الہندؒ نے نکالنے کا عزم فرمایا تو اس کے متعلق بھی ایک طویل مکتوب گرامی خود اپنے دست مبارک سے حضرت سید صاحبؒ کی خدمت میں اس رسالہ کی ایڈیٹری کے لئے لکھا تبرکاً چند جملے ملاحظہ فرمایئے "میں بوڑھا ہو گیا ہوں عالم شہود سے دور برزخ کے قریب ہو رہا ہوں اتنا فکر ضرور ہے کہ استاد رحمۃ اللہ علیہ سے (حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) بفضل اللہ اگر مشافہہ کی نوبت آ گئی اور پوچھا کہ مدرسہ کس پر چھوڑا اور کس حالت میں ہے؟ تو اس کا جواب ایسا دے سکوں کہ پسند خاطر حضرتؒ ہو اس کی تدبیر کوئی نہیں مگر یہ کہ اپنے مخلصین صلحاء لائق کے نام گنوا دوں سو آپ کی طرف بھی بچند وجوہ میرا خیال ضرور جاتا ہے اور چاہتا ہوں کہ آپ جیسے چند اصغر مگر حقیقت میں مفید اور اکبر کسی بہانہ سے احاطہ مدرسہ میں آنکھوں سے دیکھ لوں۔ یہ خط بہت طویل ہے جس کا آخری جملہ یہ ہے کہ خط آپ ہی ختم ہو گیا کاغذ ہی نہیں رہا والسلام مع الاسلام (ماخوذ حیات اصغرؒ) اس صاحب موصوف سے متعلق روایت ہے کہ آپؒ اسباق میں پابندی کے اپنے پابند تھے کہ آپ کی ایک نوجوان بیٹی کا انتقال ہو گیا تو آپ نے صبر کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا غسل وغیرہ کے بعد تک آپؒ برابر مدرسہ میں سبق پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے اور حسب دستور مقررہ وقت سبق پڑھاتے رہے اور پورے اسباق پڑھانے کے بعد متصل دعائے مغفرت فرمائی اور پھر جنازہ کی تیاری کی اجازت عطا فرمائی سہ یہ عشاق گئے وعدہ فردا لے کر۔ اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر۔

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ محدث اعظم حضرت علامہ محمد انور شاہ کاشمیری قدس سرہٗ کو قدرت نے مرزائیت کے قلع قمع کرنے لئے مبعوث فرمایا تھا حضرت شاہ صاحب ممدوحؒ نے مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے فتنے کو اپنی دوررس نگاہوں اور فراست مومنانہ سے پھلتے پھولتے ملاحظہ فرما کر ان کے تعاقب کے لئے امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کو پانچ سو علماء اور لاکھوں عوام کے مجمع میں سپاہ سالار اعظم تجویز فرما کر انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اس جنگ میں تاہنوز کتنے اسلام کے سپاہی شہید ہوئے اور کتنے مسیلمہ کذاب کے پجاری ہلاک ہوئے مؤرخ کا قلم ابھی تک اس صحیح تعداد اور اعداد شمار قلم بند کرنے سے عاجز رہا ہے مگر وقت آرہا ہے کہ ان کی صحیح تعداد معلوم کرنے لئے حکومت کو مجبوراً قدم اٹھانا پڑے گا۔ مجلس احرار اسلام نے من حیثیت الجماعت رد مرزائیت کے لئے جو تاریخی کام سرانجام دیا ہے تاریخ میں وہ باب سنہری حروف سے لکھا جائے گا مجلس احرار اسلام کے ہر ایک کارکن نے مرزائیت کے خلاف اپنی جان کی بازی لگا کر اور موت سے کھیلتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا اس قبیلے کا ایک نامور عالم دین مولانا محمد شریف صاحب بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ جو انتہائی سچے اور مخلص کارکن تھے مولانا صاحبؒ نے حضرت شاہ جیؒ کی موجودگی میں کوٹ مٹھن ضلع ڈیرہ غازی خان میں مقام نبوت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ گھوڑا اگر دوڑ میں کار کی رفتار کے برابر دوڑے کار ٹرین کے برابر اور ٹرین ہوائی جہاز کے برابر تب بھی وہ اپنے اپنے نام پر متعارف ہوں گے اسی طرح آدمی کتنا ہی زاہد و عابد کیوں نہ ہو قیام اللیل اور صیام الدہر بن جائیں مگر مقام نبوت پر ہرگز ہی سرفراز نہیں ہو سکتے مقام نبوت بہت ہی بلند مقام ہے یہ مقام کسبی نہیں کہ محنت و ریاضت سے حاصل ہو سکے بلکہ یہ عظیم مقام وھبی ہے اللہ تعالیٰ خود جسے چاہیں سرفراز فرمائیں اور یہ بھی مشیت الٰہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ ہی بند کر کے تبلیغ دین امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ امت محمدیہ کے ذمہ لگا دیا ہے سہ الیوم اکملت لکم پڑھ کے عربی زبان میں ظلی و بروزی کی نبوت کو مٹا دو۔

(جاری ہے)

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر کا حوالہ
ضرور دیں۔ محمد سلیم قریشی

اسلامی تعلیمات کی رو سے

مجیب الرحمن ساجد

تجارتی ضابطۂ اخلاق

افراد اور معاشرہ کے باہمی تعلقات کو خوشگوار رکھنے، صاف ستھری اور مبنی بر انصاف معیشت کے فروغ کے لیے اسلامی نظام معیشت نے تجارتی کاروبار کے لیے اخلاقیات کا ایک ضابطہ مقرر کیا ہے جس کی وجہ سے اسلام کا معاشی نظام دنیا کے تمام دوسرے اقتصادی نظاموں میں ممتاز ہے۔

اسلام کے تجارتی اخلاقیات کے بنیادی اصولوں میں سے سب سے پہلا اصول جس پر تجارت اور لین دین کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ، باہمی تعاون و رضامندی ہے۔ یعنی فریقین (بیچنے اور خریدنے والا) اپنے معاملات آزادانہ طور پر کسی جبر و اکراہ کے بغیر اپنی مرضی کے مطابق طے کریں۔ ارشاد ربانی ہے۔

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں اگر باہمی رضامندی سے تجارت ہو تو درست ہے۔ (النساء)

اس آیت پاک سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اسلام صرف اور صرف باہمی رضامندی و تعاون سے کئے گئے کاروبار کو جائز قرار دیتا ہے۔ اور اس کے برعکس وہ تمام کاروبار جن کی بنیاد باطل ذرائع (مثلاً مکر و فریب، دھوکہ دہی، حق تلفی اور ظلم و زیادتی) پر ہو، ناجائز و ممنوع ٹھہراتا ہے۔ اسی طرح کاروباری معاملات کی وہ تمام صورتیں (جن میں کمزوری و بے بسی یا مجبوری سے فائدہ اٹھایا گیا ہو) ناجائز ہیں۔ اس اصول تجارت کے تحت ایسے وہ تمام حربے "جن سے لوگوں کے حواس معطل ہوں جو ان کی آزاد مرضی میں اثر انداز ہوں، جو تجارتی منڈی کی آزادی میں ایسا خلل ڈالیں کہ جس سے عموماً سرمایہ دار وقتاً فوقتاً مصنوعی قلت یا بحران پیدا کر کے اپنے ہاتھ رنگتے ہوں" ناجائز و ممنوع ہیں۔

اسلامی تجارت کا دوسرا بڑا اصول دیانتداری ہے۔ یعنی ہر معاملہ صاف صاف اور سرعام ہو مال کی اصل کیفیت گاہک کے سامنے رکھنا، کسی قسم کا دھوکہ فریب نہ ہونا، تجارت کے فروغ کے لیے خفیہ ہتھکنڈے اختیار نہ کرنا، لوگوں کو غلط فہمی میں رکھ کر سودا فروخت نہ کرنا، صرف اپنا مفاد اور دوسروں کا نقصان مدنظر نہ ہونا، ناپ تول میں کمی نہ کرنا، معاملے پر معاملہ نہ کرنا، وعدہ خلافی نہ کرنا، دیانتداری کہلاتا ہے۔ اور اس کے برعکس طریقوں کے پیش نظر تجارت کرنا خیانت اور بددیانتی ہے اور ناجائز ہے۔ تجارت میں امانت و دیانت کی اہمیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہوتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْاَمِینُ مَعَ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَآء (ترمذی شریف)

ترجمہ: سچ بولنے والا ایماندار تاجر قیامت کے روز نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

اسلامی تجارت کا تیسرا بڑا اصول یہ ہے کہ جائز اور حلال چیز کی تجارت کرنا۔ کیونکہ ہر وہ چیز جس کا استعمال ناجائز و حرام ہے اس کی تجارت بھی اسلام میں ممنوع ہے۔ مثلاً شراب، سؤر، مردار، بُت وغیرہ۔ بطور دلیل یہ کہ شراب کی حرمت کا حکم آ جانے کے بعد جب صحابہؓ نے نبیؐ سے اسے فروخت کر دینے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا کہ "اب شراب حرام کر دی گئی ہے اس کی قیمت بھی"۔

ضروریات زندگی کو صرف زیادہ نفع کے حصول کی خاطر روکے رکھنا ذخیرہ اندوزی ہے۔ اسلامی تجارت میں ذخیرہ اندوزی کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناجائز ٹھہرایا ہے اور اس کے مرتکب پر لعنت بھیجی ہے۔

اسی طرح جوا، سٹہ، لاٹری اور قمار بازی کی دیگر وہ تمام صورتیں جن میں کسی محنت اور بدلہ کے بغیر ایک فریق کو فائدہ اور دوسرے کو نقصان پہنچتا ہو، اسلام میں ناجائز و ممنوع ہیں۔ کیونکہ ان سے انتشار و اضطراب پھیلتا ہے اور معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

اسلامی تجارت میں جو سب سے اہم اصول قابل عمل ہے وہ یہ ہے کہ تاجر میں دولت جمع کرنے کی ہوس کی بجائے خوش اخلاقی اور خدمۃ الناس کا جذبہ ہو، اپنے کاروبار کو نہایت جانفشانی، دلجمعی اور مستقل مزاجی سے انجام دے تاکہ وہ تجارت کا صحیح حق ادا کر سکے۔ مختصر یہ کہ تاجر ایسے اعلیٰ اخلاق و کردار کا حامل ہو کہ وہ دوسروں کے سامنے اسلام کی صحیح نمائندگی کر سکے۔ کیونکہ

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ دنیا کے بہت سے ممالک میں مسلمان تجار کی بدولت اسلام پھیلا۔ انہوں نے سچائی، دیانت، ہمدردی، خوش خلقی اور خدا خوفی سے لوگوں کو اتنا متاثر کیا کہ وہ قبول اسلام پر آمادہ ہو جاتے۔ انڈونیشیا، ملائیشیا، برما، لنکا اور چین وغیرہ ممالک اور برصغیر پاک و ہند کے ساحلی علاقوں میں انہیں تاجروں کی بدولت اسلام کی اشاعت ہوئی۔

آخر میں ان تمام تاجران و کاروباری حضرات سے (جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مطابق اپنے عقیدہ و عمل کا دعویٰ کرتے ہیں، اپنے آپ کو اسلام اور قرآن حکیم کے سچے شیدائی کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں، عاشق رسولؐ جیسے اعلیٰ و اولیٰ لقب سے ملقب ہونے کی تمنا رکھتے ہیں، اسلامی نظام معیشت کو اجتماعی طور پر ملک و ملت کے لیے سودمند تصور کرتے ہیں) گذارش کروں گا کہ وہ افراد اور معاشرہ کے باہمی تعلقات کو خوشگوار رکھنے اور منصفانہ معیشت کے فروغ کے لیے قرآن مجید، اسوۂ رسولؐ اور اسلامی تعلیمات کی رو سے تجارتی اخلاقیات کے ضوابط (مثلاً سچائی، دیانت، ہمدردی، خوش خلقی اور خدا خوفی) پر عمل پیرا ہو کر اپنے اندر خدمۃ الناس کا جذبہ پیدا کریں اور اپنے کاروبار میں اعلیٰ اخلاق و کردار کا مظاہرہ کریں کیونکہ معاش اور اخلاق میں یہی وہ توازن ہے جو اسلامی نظام معیشت کا طرۂ امتیاز ہے۔

شہر شہر سے

ترتیب قمر ہاشمی

جمعیۃ علماء اسلام کے دروازے ہر مسلمان کیلئے کھلے ہیں

(مولانا محمد اسحاق خوستی)

قبیلہ مندوخیل کے سردار قطب خان کی جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت

ژوب: قبیلہ مندوخیل کے نامور سردار اور سیاسی وسماجی شخصیت سردار قطب خان مندوخیل نے اپنی قوم سمیت "جمعیۃ علماء اسلام" میں شمولیت کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کافی سوچ سمجھ کر جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں صرف "جمعیۃ علماء اسلام" ہی ایک ایسی پارٹی نظر آئی جس کے پرچم تلے اسلام کے انقلابی نظام کے لیے مخلصانہ جدوجہد جاری ہے۔ اور اس وقت جبکہ غیر اسلامی نظریات کی ہر طرف سے یلغار ہے۔ بلوچستان بلکہ پورے ملک میں جمعیۃ علمائے اسلام نے لادینی عناصر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ اس موقع پر جمعیۃ علمائے اسلام ضلع ژوب کے صدر مولانا محمد اسحاق خوستی نے کہا کہ ہر مسلمان جمعیۃ علمائے اسلام میں شامل ہو سکتا ہے۔ اور جمعیۃ علمائے اسلام کے دروازے ہر مسلمان کے لیے کھلے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کی حالیہ رکنیت سازی مہم میں بلوچستان بھر اور خصوصاً کوئٹہ ڈویژن میں رکنیت سازی کی مہم انتہائی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ انہوں نے کوئٹہ ڈویژن کے تمام کنوینروں کو ہدایت کی کہ ۳۰ ربیع الاول سے قبل فارم رکنیت کی پرشدہ کاپیوں کو ڈویژنل کنوینر تک پہنچا دیں۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے غیور عوام اسلام کے عادلانہ نظام کے سوا کسی اور ازم کو کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔ جو لوگ قومیتوں اور لادینی نظریات کا نعرہ لگا رہے ہیں وہ احمقوں کی جنت میں بس رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے۔ کہ یہ بلوچستان ہے۔ اور بلوچستان کا ہر فرد اسلام کے لیے اپنا تن من دھن قربان کر دے گا۔ انہوں نے سردار قطب خان مندوخیل کی جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا خیر مقدم کیا۔ دریں اثناء جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مولانا عبدالواحد نائب امیر مولانا محمد خان شیرانی۔ جوائنٹ سیکرٹری سید محمد صدیق شاہ سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد نے سردار قطب خان مندوخیل کی جمعیۃ میں شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے۔

سرکلر بنام تمام صوبائی سالاران اعلیٰ انصار الاسلام پاکستان و منتظم رضاکاران جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

۱۔ صاحبزادہ خالد جان صاحب۔ سالار اعلیٰ صوبہ سرحد۔

۲۔ مولانا حکیم محمد شفیع صاحب۔ سالار اعلیٰ صوبہ پنجاب۔

۳۔ حاجی محمد یٰسین صاحب۔ سالار اعلیٰ بلوچستان

۴۔ سید گل عنایت شاہ صاحب خٹک۔ سالار اعلیٰ۔ کراچی۔

۵۔ حافظ جان محمد صاحب کھوسو۔ سالار اعلیٰ اندرون سندھ صوبہ۔

فارم عہد نامہ انصار الاسلام پاکستان آپ کو ارسال کر دیئے گئے ہیں ان کو اپنے اپنے صوبہ کے تمام اضلاع میں پہنچا کر زیادہ سے زیادہ رضا کار بنائے جائیں۔

۱۔ آپ اپنے اپنے صوبہ کے تمام اضلاع کا دورہ فوراً شروع کریں۔

۲۔ تمام ضلعی امراء نظماء صاحبان سے رابطہ قائم کریں اور ان سے انصار الاسلام کے سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کریں۔

۳۔ اضلاع کے دوروں کے موقع پر سالار ضلع۔ سالاروں اور نائب سالاروں کے کام کی دیکھ بھال کریں اور ان کو مناسب ہدایات دیں اور ان سے مسلسل رابطہ رکھیں اور وقتاً فوقتاً ان کے کام کی نگرانی کرتے رہیں۔

۴۔ اپنی اپنی صوبائی جمعیۃ علماء اسلام کے عہدہ دار حضرات کا تعاون حاصل کریں وہ آپ کی پوری پوری مدد کریں گے۔

۵۔ اس سلسلے میں میرے ساتھ برابر رابطہ رکھیں اور اپنی کارکردگی کی رپورٹ دیتے رہیں

سرکلر بنام تمام ضلعی امراء نظماء جمعیۃ علماء اسلام وسالاران ضلع انصار الاسلام پاکستان

فارم عہد نامہ انصار الاسلام پاکستان تمام صوبائی صوبہ سالاران اعلیٰ کو بھیج دیئے گئے ہیں۔ آپ اپنے صوبہ کے سالار اعلیٰ سے فارم حاصل کریں اور اپنے اپنے ضلع میں زیادہ سے زیادہ رضا کار بنائیں۔ ان فارموں کی کوئی فیس رکنیت نہیں ہے یہ رضا کار مستقل طور پر بنائے جائیں اور رفتہ رفتہ ان کو باوردی کریں ان فارموں کی خانہ پری کر کے صوبائی سالار اعلیٰ کو واپس بھیجنا ہے اور فارم پُر کرنے والے رضا کار کو فارم مکمل ہونے کے بعد مرکزی سالار اعظم کی طرف سے رضا کار ہونے کا ایک مصدقہ سرٹیفکیٹ یا کارڈ جاری کیا جائے گا۔ دستور کے مطابق انصار الاسلام کی تنظیم ضلع کی سطح تک اسی طرح ہے۔

ہر ضلع میں ایک سالار ضلع ہوگا اس کے ماتحت ہر تحصیل میں یا بڑے شہر میں ایک سالار ہوگا اور اس کے بعد ہر قصبہ یا ابتدائی جمعیۃ کی سطح پر ایک ایک نائب سالار ہوگا اور نائب سالار کے ماتحت اس قصبہ یا ابتدائی جمعیۃ کے رضا کار ہوں گے تمام صوبائی سالاران اعلیٰ کے نام و پتہ لکھے جا رہے ہیں آپ ان سے رابطہ کریں فارم عہد نامہ انصار الاسلام حاصل کریں اور ان کی مکمل خانہ پری کرنے کے بعد صوبائی سالار اعلیٰ کو واپس بھیجیں

اس سلسلہ میں جماعتی دستور سے بھی رہنمائی حاصل کریں اگر کسی ضلعی سالار یا ضلعی جماعت کو خادم انصار الاسلام حاصل کرنے میں دقت پیش آئے تو وہ براہ راست میرے پتہ پر ملتان سے یا دفتر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام رنگ محل لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں صوبائی سالار اعلیٰ کے نام پتہ یہ ہیں۔

۱۔ صوبہ سرحد کے سالار اعلیٰ: صاحبزادہ خالد جان۔ صاحبزادہ مارکیٹ سنی کورٹ مالاکنڈ ایجنسی

۲۔ صوبہ پنجاب کے سالار اعلیٰ: حکیم مولوی محمد شفیع صاحب۔ محلہ ٹوبہ جہلم شہر۔

۳۔ صوبہ بلوچستان کے سالار اعلیٰ: حاجی محمد یسین صاحب۔ گورنمنٹ کنٹریکٹر ضلع ژوب (فورٹ سنڈیمن)، بلوچستان۔

۴۔ صوبہ سندھ کے سالار اعلیٰ: حافظ جان محمد کھوسہ صاحب: معرفت دفتر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ ریلوے روڈ سکھر۔

۵۔ کراچی کے سالار اعلیٰ: سید گل عنایت شاہ صاحب نشتر۔ خٹک منزل ڈرگ کالونی کراچی نمبر ۲۵

نوٹ۔ صوبہ پنجاب کے لئے خادم انصار الاسلام مولانا محمد اکبر صاحب سے دفتر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان رنگ محل لاہور سے حاصل کئے جائیں۔

محمد عبدالرؤف صاحب خواجہ

سالار اعظم انصار الاسلام پاکستان

نمبر ۱۹۱۷ وہ سڈ ملبرد خونی برج ملتان شہر۔

انتخاب جمعیۃ علماء اسلام بلدی مظفر گڑھ

۱۔ سرپرست۔ ملک احمد حسن صاحب ایڈووکیٹ
۲۔ صدر۔ قاضی حسین احمد صاحب۔
۳۔ نائب صدر اول۔ مولوی محبوب احمد صاحب
۴۔ نائب صدر دوم۔ قاضی عبید اللہ صاحب
۵۔ ناظم اعلیٰ۔ قاضی عبید اللہ صاحب
۶۔ نائب ناظم ڈاکٹر جلال احمد صاحب۔
۷۔ خزانچی۔ حافظ عبداللہ صاحب

اجلاس تحصیل چونیاں

گزشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام تحصیل چونیاں کا اجلاس زیر صدارت مولانا محمد جمیل صاحب میواتی منعقد ہوا۔ ضلع قصور کے صدر مولانا مفتی محمد شریف نے تفصیل سے جماعت کے پروگرام پر روشنی ڈالی۔

اجلاس ہذا میں مندرجہ ذیل افراد نے جمعیۃ میں شمولیت اختیار فرمائی۔

۱۔ رانا منصب علی سابق آزاد امیدوار برائے صوبائی اسمبلی۔
۲۔ حاجی چنڈر خان۔
۳۔ چوہدری محمد شریف صاحب۔
۴۔ مولانا محمد رفیق صاحب خطیب مسجد محمد خان۔
۵۔ حاجی میر انور پروپرائٹر شیخ الدین میڈیکل سٹور۔

ان حضرات نے اجلاس میں جمعیۃ کے پروگرام سے اتفاق کرتے ہوئے شمولیت کا اعلان کیا۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ حلقہ کنگن پور میں موضع تلونڈی سے لے کر کنگن پور تک سڑک جو منظور شدہ ہے اس پر فوری عمل کیا جائے۔ اور طے پایا گیا کہ رکنیت سازی کی مہم تیز تر کر دی جائے۔

مٹہ کا اجلاس

مولانا محمد جمیل صاحب حاجی رحمت اللہ۔ مولانا اللہ دین۔ چوہدری محمد یوسف، مولانا محمد مشتاق، راؤ محمد حسین، مولانا محمد شریف، عبدالسبحان، راؤ تاج محمد، چوہدری مہور خان کے علاوہ بھاری تعداد نے شرکت کی۔

تعزیتی اجلاس

گزشتہ دنوں بعد نماز جمعہ جمعیۃ علماء اسلام کا اجلاس زیر صدارت حکیم محمد بشیر صاحب صدر جمعیۃ علماء اسلام گوجرہ منعقد ہوا جس میں جناب حافظ محمد امین صاحب جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام گوجرہ کے والد محترم مستری نثار احمد صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ جنازے میں جمعیۃ علمائے اسلام قومی اتحاد اور اور ممتاز شہری اور دیگر احباب نے بھاری تعداد میں شرکت کی اور آخر میں حضرت مولانا محمد اسلم صاحب خطیب جامع مسجد مرکزی گوجرہ نے فرمایا کہ ہم تمام احباب جناب حافظ صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم مغفور کو اپنی خاص جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر و جمیل عطا فرمائے آمین

اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مبارک مہینے میں سیرت کے موضوع پر قومی سطح پر جلسہ منعقد کیا جاوے اور اسلامی حدود کے نفاذ پر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اور صدر قومی اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم عالیہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا جاوے۔

یہ اجلاس حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی صدر جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتا ہے۔ اور آخر میں ان دونوں بزرگوں کے لیے صحت کی دعا کی گئی۔ اور ان کو ملک اور قوم کے لیے اہم قرار دیا گیا۔

ضلع ساہیوال کی رپورٹ

گزشتہ روز دار العلوم جامع رشیدیہ ساہیوال میں ماہانہ ضلعی میٹنگ بلائی گئی۔ مولانا محمد حسین رشیدی قائمقام جنرل سیکرٹری ضلع ساہیوال نے گزشتہ میٹنگ ۳ نومبر بمقام چیچہ وطنی کی کارگزاری سنائی اور اسی میٹنگ میں طے شدہ امور کا اعادہ کرتے ہوئے چاروں تحصیلوں کے کنوینروں سے رکنیت سازی کی رپورٹ کا مطالبہ کیا۔ کام تسلی بخش ثابت ہوا۔

ریلوے اسٹیشنوں پر نماز کے اہتمام کا خیر مقدم

کراچی جمعیۃ علمائے اسلام کراچی شہر کے رہنما امیر زادہ خان سواتی نے ایک بیان میں وفاقی وزیر ریلوے جناب محمد خان جونیجو کے اس اعلان کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے جس میں انہوں نے تمام اہم ریلوے سٹیشنوں پہ نماز کا اہتمام کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ سواتی صاحب نے کہا ہے کہ اس اعلان پہ فوری طور پر سختی کے ساتھ عملدر آمد بھی کروایا جائے اور متعلقہ حکام سے اس کی رپورٹ بھی طلب کی جائے۔ ہمارے معاشرہ میں یہ مرض عام ہے کہ سرکاری اہل کار اپنے آپ کو عوام الناس سے بالکل الگ تھلگ ایک آسمانی مخلوق سمجھتے ہیں اور قومی حکومت کی جانب سے عائد کردہ احکامات کو جان بوجھ کر حقیر جان کر اس قومی حکومت کو ناکام کرنے کے درپے ہیں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ریلوے پلیٹ فارم کے ہی ایک بڑے حصے کو نماز کے لیے مخصوص کیا جا سکتا ہے۔

محفل قراءت

گذشتہ روز ملک کے مشہور قاری جناب استاذ القراء قاری محمد شریف صاحب مرحوم کی یاد میں ان کے قائم کردہ مدرسہ دارالقراء ماڈل ٹاؤن لاہور میں ایک عظیم الشان محفل قراءت منعقد ہوئی سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب قاری محمد سلیمان صاحب نے انجام دیئے ابتداء میں جناب (ریٹائرڈ) میجر جنرل حق نواز خان نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی وہ مقدس کتاب ہے جو انسان کی ہدایت کے لیے رب العالمین نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی چودہ سو سال سے اللہ تعالےٰ نے اس کتاب کی حفاظت کی اور آج اس کا ثبوت یہ ہے کہ اتنی لمبی مدت گذرنے کے باوجود ایک حرف تو کیا ایک نقطہ اور زیر زبر میں بھی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک کوئی کر سکے گا۔ کیوں کہ قرآن کریم کی حفاظت خدا نے خود اپنے ذمہ لی ہے انہوں نے فرمایا کہ رب العالمین نے قرآن کریم کی حفاظت کے لیے ہر زمانے میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جنہوں نے قرآن کریم کی ہر طرح حفاظت کی خدمت انجام دی موجودہ زمانے میں دیگر اکابرین کے علاوہ حضرت قاری صاحب نے قرآن کریم کی وہ خدمت سرانجام دی ہے جو شاذ ہی کسی اور کو نصیب ہوئی ہو ان کی ساری عمر ہی قرآن کریم کی خدمت اور فن تجوید کی ترقی میں گزاری اور آج اس ملک کے کونے کونے میں حضرت کے شاگرد پھیلے ہوئے ہیں یہاں تک کہ مکہ میں مسجد حرام اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے اماموں کے لڑکے حضرت قاری صاحب کے شاگردوں سے پڑھ رہے ہیں اور حضرت کی تصانیف کا یہ حال ہے کہ آج ملک کے اکثر دینی مدارس میں داخل نصاب ہے محفل قرآن میں ڈیرہ سے قاری عبدالسبحان قاری محمد یاسین بنوں سے قاری حضرت گل، پشاور سے قاری عبدالرحمٰن اٹک سے قاری سلیمان کا مانسہرہ ہزارہ سے قاری فضل الٰہی صاحب راولپنڈی سے قاری محمد یعقوب صاحب کراچی سے قاری صاحب جان صاحب رحیم یار خان سے قاری عبدالغفور صاحب مظفر گڑھ سے قاری حاجی محمد صاحب حیدر آباد سے قاری منظور صاحب فیصل آباد سے قاری محمد صدیق صاحب لاہور اور دیگر تمام اضلاع سے سینکڑوں کی تعداد میں اس مبارک محفل میں ان کے شاگرد شامل ہوئے یہ مبارک تقریب رات گئے تک جاری رہی تھی حافظ رفیع صاحب کی دعا پر یہ جلسہ ختم ہوا۔

ڈی۔ او کو معطل کیا جائے

جمعیۃ علمائے اسلام پنڈدادنخان کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت جناب قاری قیام الدین صاحب امیر جمعیۃ علمائے اسلام تحصیل پنڈدادنخان ہوا جس میں مورخہ ۱۱/۱ بروز جمعرات کو وفاقی وزیر بلدیات و دیہی ترقیات محمد زمان خان صاحب اچکزئی کے سرکاری دورۂ پنڈدادنخان کے موقع پر کھلی کچہری کے نام پر سول کلب کے ایک بند کمرے میں مخصوص طبقہ کے لوگوں کو پاس جاری اور بے شمار مسائل سے دوچار عوام کا داخلہ بند کر کے اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام نہ کر کے جس طرح عوام سے سیاسی انتقام لیا گیا اسے غریب عوام کی توہین کے مترادف تصور کرتا ہے اور مقامی انتظامیہ پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔

بالخصوص ڈی او صاحب کی کارکنوں سے بدسلوکی پر احتجاج کرتا ہے اور افسران بالا سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس بدنظمی پر مقامی انتظامیہ کا سخت ایکشن لیا جائے اور اس قسم کے بدکردار افسران بالخصوص ڈی۔ او صاحب کو فوری طور پر معطل کر کے عوام کو اعتماد میں لیا جائے۔

قرارداد تعزیت

جمعیۃ علمائے اسلام کھار منڈی و گرد و نواح کا ماہانہ اجلاس جناب قاضی مختار احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ علاقہ کے جنرل سیکرٹری علامہ مولانا عبدالحق مجاہد نے قرآن حکیم کا درس دیا درس کے بعد امیر محترم نے کارکنوں کو چند اہم ہدایات دیں اور جمعیۃ کی رکنیت سازی پر زور دیا اور کارکنوں کو تلقین کی کہ رکنیت سازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں بعد میں علامہ عبدالحق مجاہد نے کارکنوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نظام شریعت کے نفاذ کے لیے جمعیۃ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر نظام مصطفیٰ کی تحریک کو آگے بڑھائیں۔ بعد میں جناب اکبر ملک نے اجلاس میں قرارداد تعزیت منظور کی گئی۔

یہ اجلاس اکرام القادری صاحب ایڈیٹر ترجمان اسلام کی خالہ محترمہ اور امیر سرحد مولانا بنوری کے بھائی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

خضرا مسجد میں ماہانہ مجلسِ ذکر

انشاء اللہ تعالےٰ ماہانہ مجلسِ ذکر خضرا مسجد سمن آباد لاہور میں حضرت مولانا عبیداللہ انورؔ دامت برکاتہم ۴ فروری ۱۹۷۹ء بروز اتوار بعد نمازِ مغرب کرائیں گے۔ دعوت عام ہے۔

وفاقی وزیر بلدیات کا دورہ سمن آباد

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے سینئر نائب صدر مولانا مخدوم منظور احمد تونسوی کی دعوت پر ،رجنوری ۲ بجے دوپہر جناب اچکزئی صاحب جامع مسجد کبریٰ نیو سمن آباد میں تشریف لائے چونکہ ،رجنوری کو وفاقی وزیر بلدیات نے تمام صوبوں کے سیکرٹریوں ایڈوائیزروں اور دیگر حکام بالا کی میٹنگ سیکرٹری ایٹ میں بلائی ہوئی تھی صبح آٹھ بجے سے ڈیڑھ بجے تک میٹنگ جاری رہی میٹنگ سے فارغ ہوتے ہی سیدھے جامع مسجد کبریٰ میں تشریف لائے چاروں صوبوں کے سیکرٹری صاحبان ایڈوائیزر، ایڈمنسٹریٹر بلدیہ لاہور و دیگر افسران بالا بھی محترم وزیر موصوف کے ساتھ تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری مولانا محمد اجمل خان ضلع لاہور کے امیر الحاج ملک شیر محمد صاحب، نائب امیر میاں محمد حنیف صاحب جناب حافظ محمد یوسف صاحب ایڈووکیٹ جناب حافظ مرتضیٰ صاحب سیکرٹری صاحبان ضلع لاہور جمعیۃ کے راہنما حافظ عبدالرشید صاحب مولانا محمد ابراہیم گھراتی جناب محمد صدیق کھوکھر

دار العلوم اور مسائل

اس عنوان کے تحت ہم روزمرہ کے مسائل پر مراسلات شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر کے نام خطوط خوشخط جامع مختصر اور صفحہ کے ایک جانب تحریر ہونے چاہئیں ایسے مراسلے شامل اشاعت نہیں ہوں گے جو کاغذ کے ہر دو اطراف طویل اور جن پر مراسلہ نگار کا مکمل پتہ نہیں ہوگا۔ مراسلات اس پتہ پر بھیجیں: شعبہ دار العلوم اور مسائل ہفت روزہ ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور

سردار صغیر کا احتساب کیوں نہیں ہو رہا؟

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صدر ضیاء الحق بارہا اس بات کا اعادہ فرما چکے ہیں کہ احتساب کا عمل جاری ہے اور کوئی بھی بددیانت سیاستدان اس سے بچ نہ سکے گا۔ لیکن جنرل ضیاء الحق صاحب کے واضح اعلانات کے باوجود کچھ ایسے چہرے جو خونِ شہیداں سے رنگے ہوئے ہیں۔ اور جن کا دامن نہتے عوام پر زیادتیوں اور جور و ستم سے داغدار ہے اب بھی دندناتے نظر آتے ہیں گویا ان لوگوں کو احتساب نامی کسی بھی چیز کا کوئی خوف نہیں ہے منجملہ ان میں سے چنیوٹ کے تھرڈ کلاس وکیل اور سابق وزیر قانون پنجاب سردار صغیر احمد بالخصوص قابل ذکر ہے یاد رہے کہ یہ وہ بھٹو دور کا سومنات ہے جس کے خصوصی احکامات پر تحریکِ ختم نبوت کے دوران چنیوٹ تھانے میں اس وقت کے ایس ایچ او حاجی محمد علی نے فرزندانِ رسالت پر انسانیت سوز ظلم ڈھائے اور یہی وہ بدطینت شخصیت ہے جس نے تحریک کے دوران چنیوٹ کے ریسٹ ہاؤس میں لاف زنی کرتے ہوئے ختم نبوت اور اکابر علمائے حق کے خلاف انتہائی غلیظ زبان استعمال کی مگر مقام حدیہ ہے کہ ان صفاتِ قبیحہ کا مالک یہ نام نہاد سیاستدان ابھی تک احتساب نامی کسی بھی امتحان سے دوچار نہیں ہوا اس لیے میں صدر محمد ضیاء الحق سے مطالبہ کرتا ہوں کہ سردار صغیر احمد کا بھی محاسبہ کیا جائے اور مظلوم و مجبور عوام پر ڈھائے گئے ظلم و جور کی قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ مستقبل کے حکمرانوں کے لیے درسِ عبرت ہو مجھے یقین کامل ہے کہ ان صاحب کے احتساب سے بہت سے رازہائے پوشیدہ طشت ازبام ہوں گے۔

حافظ محمد اشرف ندیم نمائندہ خصوصی روزنامہ آفاق لاہور
عثمان آباد۔ چنیوٹ۔

میلوں میں فحاشی

حال ہی میں منعقد ہونے والے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر میلے میں جو فحاشی دیکھنے میں آئی۔ اسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ انتظامیہ بھی اس فحاشی میں برابر کی شریک ہے۔ اس بار عوام کا خیال تھا کہ فحاشی نام کو بھی نہ ہوگی مگر توقعات سے ہٹ کر جو کچھ دیکھنے میں آیا اس پر صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ کمشنر سے لے کر مقامی پولیس چوکی تک کے ذمہ دار افراد اس میں بالواسطہ شریک ہیں۔ وہی غنڈہ گردی۔ وہی ناچ اور رقص اور جیب تراشی کی وارداتوں کی تو انتہا ہے۔

میلوں میں سٹال لگانے والوں نے لاکھوں روپے خرچ کر کے بنایا جانے والا باغ کو برباد کر دیا۔ فٹ پاتھوں کا حلیہ بگاڑ دیا۔

ضلعی اور شہری انتظامیہ کہاں ہے؟ کہیں ان فحاشی کے ٹھیکیداروں سے انتظامیہ کی ملی بھگت تو نہیں۔ گورنر پنجاب توجہ فرمائیں۔

اقبال احمد۔ احاطہ موتا سنگھ نئی انارکلی لاہور۔

صدر کے نام مفید تجاویز

بارہ ربیع الاوّل کو آپ ملک میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ کا اعلان فرمانے والے ہیں جو ایک قابلِ تعریف اقدام ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عظیم مشن میں کامیاب فرمائے۔ اس سلسلے میں چند تجاویز حاضر خدمت ہیں

۱۔ اسلامی قوانین کے مطابق چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا۔ شرابی کو کوڑے لگانا۔ زانی کو سنگسار کرنا اور عدل انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے قرآن مجید۔ احادیث نبوی اور خلفائے راشدین کے مرتب کردہ اصولوں اور ضابطوں کو اپنایا جائے۔

۲۔ شریعت بنچ میں قرآن و حدیث پر عبور رکھنے والے علماء و فقہا کا تعین کیا جائے۔

۳۔ قانون بنایا جائے کہ جو کوئی قرآن و سنت کے خلاف کوئی بات کہے گا اس کو سزا دی جائے گی اور مشاہیر اسلام کی عزت و احترام کا خیال رکھتے ہوئے ان کے خلاف بات کرنے والے کو بھی سزا دی جائے گی جس طرح ملک سالمیت کیلئے DEFENCE OF PAKISTAN RULES بنایا گیا ہے اسی طرح DEFENCE OF ISLAMIC RULES بنایا جائے۔

۴۔ معیار تعلیم کو اسلامی اصولوں پر مرتب کیا جائے۔ جس میں مسائل تاریخ اسلام کے علاوہ ٹیکنیکل فن کو بھی اپنایا جائے۔ غیر اسلامی اور فحش قسم کے مضامین کو نصاب تعلیم میں شامل نہ کیا جائے۔

۵۔ اقلیتوں کے حقوق میں یہ بات لازمی کی جائے کہ وہ اپنی عبادت گاہوں ہی تک تبلیغی سرگرمیاں محدود رکھیں۔

۶۔ ملک میں غریب اور اپاہج افراد کے وظیفے مقرر کئے جائیں۔ اور مستحق افراد کی فہرستوں کو مرتب کیا جائے۔ نیز بھیک مانگنے پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ بھیک مانگنا خلاف قانون قرار دیا جائے۔

۷۔ ائیرکنڈیشنز، کاریں، موٹر سائیکلیں کاسمیٹکس اور سگریٹ پر ملک کی بیش بہا دولت خرچ ہوتی ہے۔ سگریٹ کے نام پر لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ جس سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ چند افراد کو ذاتی آرام کا سامان مہیا کرتی ہیں۔

محمد قاسم معرفت شیخ مشتاق و محمد یوسف دوخانہ بازار لوہاراں جھنگ صدر۔

بقیہ:- اداریہ

کیا حکومت کچھ بتا سکتی ہے کہ وہ سقوط ڈھاکہ کے مجرموں کے معاملے میں کیوں اغماز سے کام لے رہی ہے حکومت کو چاہیے کہ وہ تحقیق کرائے اور عوام کو اعتماد میں لے حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ سے بھی حکومت بہت کچھ حاصل کر سکتی ہے ان کے علاوہ وہ تمام کردار موجود ہیں جو براہ راست اس سانحہ ہائلہ میں ملوث رہے یا متعلق رہے۔ اسکے باوجود بھی اگر حکومت کوئی پیش رفت نہ کرے تو شکوک و شبہات کو تقویت ملتی ہے اور ایک عام آدمی کے لیے بھی اس نوع کی تاخیر ناقابل فہم سی ہو کر رہ جاتی ہے۔

طلباء کی سرگرمیاں

مرتبہ:

طلباء اسلامی نظامِ تعلیم کے علاوہ کوئی نظام قبول نہیں کریں گے

قائدِ طلباء میاں محمد عارف

مُلک بھر کے مختلف کالجز کے طلباء کی جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان میں شمولیت

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے صدر میاں محمد عارف نے ایک بیان میں کہا ہے کہ موجودہ حکومت ۱۲ ربیع الاوّل کو اسلامی تعزیرات کے ساتھ اسلامی نظام تعلیم کا بھی اعلان کرے کیونکہ طلباء نے اسلامی نظام کے لئے قربانیاں دی ہیں وہ کسی دوسرے نظام کو قبول نہیں کرینگے

شمولیت، مستونگ بلوچستان

مستونگ، بلوچستان

میں بلیدح سٹوڈنٹس آرگنائیزیشن کے ممتاز طلباء نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کردیا ڈگری کالج مستونگ، عبدالمنان، لشکر خان، عبدالظاہر، عبدالخالق، سرفراز خان، عبدالرحمٰن محمد یوسف شہوانی اور عبدالرحمٰن بلیدح۔ مستونگ ہائی سکول محمد ہاشم، دلیل خان، عبدالقادر، محمد خیر محمد جان، مسعود احمد، عبدالغفار، عبدالرشید، عبدالخالق منگلزائی، عبدالفتاح اور محمود احمد۔ جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ بلوچستان کے صدر عبدالغفور حیدری نے ایک عظیم استقبالیہ میں ان طلبہ کی شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے۔

لاہور

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان پنجاب کے ناظم اعلیٰ عبدالخالق ندیم نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کا تنظیمی دورہ کیا اور طلبہ کو جمعیۃ کے پروگرام سے آگاہ کیا جمعیۃ کے پروگرام سے متاثر ہوکر مندرجہ ذیل طلبہ نے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔

ڈاکٹر صدیق احمد فاروق، ڈاکٹر جاوید، ڈاکٹر عبدالماجد، ڈاکٹر محمد شاہد، ڈاکٹر محمد یوسف ڈاکٹر محمد حنیف، ڈاکٹر غلام دستگیر، ڈاکٹر محمد نعیم اور ان کے بہت سے ساتھی۔

حلقہ اچھرہ لاہور۔

حلقہ اچھرہ لاہور جمعیۃ طلباء عربیہ کے ممتاز طالبعلموں نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔

قاری محمد شفیق عالم، سعید احمد سعیدی، محمد ارشد ندیم اور محمد انور اسلام اور ان طلبہ کی شمولیت پر ضلع لاہور کے صدر خالد محمود دسیو اور ناظم نشریات محمد اختر ندیم نے انہیں مبارک دی اور انکا خیر مقدم کیا

گوجرانوالہ

جمعیۃ طلبہ اسلام کے پروگرام سے متاثر ہوکر گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے مندرجہ ذیل طلبہ نے جمعیۃ میں شمولیت اختیار کر لی۔

فرحت علی بابر، محمد اسلم، محمد ضمیر بٹ، محمد ظہیر بٹ، جاوید ارشاد پراچہ اور حافظ محمد مصباح جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے ناظم اطلاعات محمد ظفر یسین بٹ اور ضلع صدر محمد فاروق شیخ نے شمولیت اختیار کرنے والے طلبہ کو مبارک دی اور ان کا خیر مقدم کیا۔

بروری روڈ کوئٹہ

جمعیۃ طلباء اسلام بروری روڈ کوئٹہ میں جمعیۃ کے پروگرام سے متاثر ہوکر انجمن طلباء اسلام کے ممتاز طلبہ نے جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان میں شمولیت اختیار کرلی۔ محمد اسماعیل، محمد اسحاق، منیر محمد میرگل، منظور احمد جان، میر عبدالستار۔ صاحبزادہ منظور ناصر، سید محمد یعقوب اور محمد انور۔ کوئٹہ بلوچستان کے صدر حافظ محمد ابراہیم خلیل اور نائب صدر حافظ محمد اسماعیل ناصر نے ان طلبہ کی شمولیت کا خیر مقدم کیا۔

جمعیۃ طلباء اسلام کی کامیابی

گورنمنٹ کمرشل کالج گوجرانوالہ میں جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا نامزد کردہ پورا پینل کامیاب ہوگیا

صدر، فضل الرحمٰن ڈار، نائب صدر محمد اشتیاق، جنرل سیکرٹری شعیب الدین شیبی۔ جوائنٹ سیکرٹری محمد سلیم کھوکھر۔

بھائی پھیرو، قصور

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے پروگرام سے متاثر ہوکر گورنمنٹ کالج بھائی پھیر سٹوڈنٹس یونین کے صدر رانا محمد بشیر نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کردیا۔ قمر ذوالفقار صدر ہیلی کالج آف کامرس نے ان کا خیر مقدم کیا۔

انتخابات

شکارپور

صدر : ------- دین محمد قریشی

نائب صدر ------- عبیداللہ بروہی

ناظم عمومی ------- جاوید احمد میمن

نائب ناظم ------- الطاف حسین میمن

ناظم نشر و اشاعت ------- عبدالغفور بروہی

ناظم مالیات ------- محمد حیات شیخ